ماہنامہ

جہانِ رضا

لاہور

بیاد

مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی

اس شمارے میں آپ پڑھیں گے۔

- حج و عمرہ کی آمدن کا مصرف
- قادیانی مرتد پر خدائی خنجر
- طلب علم کی فرضیت فکر رضا کی روشنی
- شاہکار تراجم
- ختم نبوت زندہ باد، قادیانیت مردہ باد
- ٹرمپ کی دھمکی اور پاکستان کا ٹھوس پیغام
- سلسلۃ الذہب سندِ حدیث
- امام احمد رضا اور علمائے بنگلا دیش
- کیا زینب کا لہو رنگ لائے گا؟

مرکزی مجلسِ رضا
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ کے افکار کا حقیقی و تحقیقی ترجمان

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

بانی مجلس رضا: حکیم اہلسنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ

بانی ماہنامہ: حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ

ایڈیٹر: محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

جلد ۲۶- دسمبر ۲۰۱۷ء، جنوری، فروری ۲۰۱۸ء/ ربیع الاوّل، ربیع الآخر، جمادی الاوّل ۱۴۳۹ھ شمارہ ۲۳۴

نمبر شمار	عنوان	رشحاتِ قلم	صفحہ نمبر
۱-	حج و عمرہ کی آمدن کا مصرف		۲
۲-	طلب علم کی فرضیت: فکر رضا کی روشنی میں	علامہ عبدالمبین نعمانی قادری	۴
۳-	الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی		۱۴
۴-	شاہکار تراجم	خلیل احمد رانا	۳۹
۵-	ختم نبوت زندہ آباد قادیانیت مردہ باد		۶۵
۶-	ٹرمپ کی دھمکی اور پاکستان کا ٹھوس پیغام	سیّد زاہد حسین نعیمی	۷۳
۷-	سلسلۃ الذھب سند حدیث	خلیل احمد رانا	۷۸
۸-	امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش	محمد راحت خان قادری	۸۸
۹-	کیا زینب کا لہو رنگ لائے گا؟	سیّد زاہد حسین نعیمی	۱۱۰

قیمت فی شمارہ:-/30 روپے سالانہ چندہ-/400 روپے

مرکزی مجلس رضا

خط و کتابت اور ترسیل زر اور ملنے کا پتا:

مسلم کتابوی، گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور

Email:muslimkitabevi@gmail.com, 042-37225605, 0321-4477511

حج وعمرہ کی آمدن کا مصرف

سعودی فرمانروا کنگ سلمان نے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو سعودی عرب کی تاریخ کے انتہائی مہنگے ذاتی تحائف سے نوازا ہے، جن کے چرچے ہر طرف پھیل چکے ہیں۔

امریکی صدر ٹرمپ کو سعودی فرمانروا کنگ سلمان کی طرف سے پیش کیے جانے والے تحائف میں انتہائی قیمتی اور نایاب ہیرا خالص سونے سے تیار کردہ گن، جس پر کنگ سلمان کی تصویر نقش تھی، 25 کلوگرام وزنی خالص سونے سے تیار کردہ تلوار جس پر ہیرے اور دیگر نادر قسم کے پتھر اور جواہر نصب ہیں، اس تلوار کی قیمت 200 ملین ڈالر ہے۔ ٹرمپ اور اس کے گھر والوں کیلئے سونے اور ہیروں سے تیار 25 گھڑیاں جن کی کل قیمت 200 ملین ڈالر ہے۔ علاوہ ازیں ہیرے اور جواہرات سے سجے 150 سے زائد عبایہ، سعودی دارالحکومت ریاض میں واقع سب سے بڑی شاہراہ ڈونلڈ ٹرمپ سے منسوب کر دی گئی، اس شاہراہ کے شروع میں ٹرمپ کا ایک مجسمہ رکھ دیا جائے گا۔

تحائف میں امریکہ میں واقع مشہور مجسمہ آزادی کا ایک چھوٹا سا ہم شکل بھی شامل ہے، مگر یہ ہم شکل، ہیرے اور جواہرات سے تیار شدہ ہے، جسے ایک خاص سعودی طیارے کے ذریعے وائٹ ہاؤس منتقل کیا جائے گا۔

800 ملین ڈالر کی قیمتی یاٹ (کشتی) جس کی لمبائی 125 میٹر ہے اور یہ یاٹ دنیا کی سب سے لمبی یاٹ ہے، جس میں 80 کمرے اور 20 شاہی کمرے موجود ہیں۔ ان کمروں کے بیشتر اجزاء سونے سے تیار کردہ ہیں۔ اس یاٹ کو امریکی بحریہ کے ذریعے امریکہ روانہ کیا جائے گا۔

رپورٹ کے مطابق اس قدر قیمتی تحائف سعودی عرب نے پہلے کسی بھی سعودی عرب کا

دورہ کرنے والے صدر کو نہیں دیئے۔ سعودی فرمانروا کا اصرار تھا کہ یہ تحائف ٹرمپ کے ذاتی تحائف ہیں اور انہیں امریکہ کے عجائب گھروں میں نہ رکھا جائے۔

ان تمام تحائف کے علاوہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے سعودی عرب کے ساتھ 400 ارب ڈالر کے ہتھیاروں کی ڈیل کی ہے، جو دنیا میں طے پانے والی ہتھیاروں کی خرید و فروخت کی سب سے بڑی ڈیل ہے۔

واضح ہو کہ ٹرمپ وہی شخص ہے جس نے امریکی صدارتی الیکشن سے پہلے مسلمانوں کے خلاف خوب زہر اگلا تھا اور اس نے کہا تھا کہ وہ امریکہ سے تمام مسلمانوں کو بے دخل کر دیں گے۔ جبکہ صدر بننے کے بعد سات اسلامی ممالک کے باسیوں کے امریکہ میں داخلے پر پابندی لگا دی۔ اور یہ اسی امریکہ کا صدر ہے جس نے دنیا میں بڑے پیمانے پر تباہی مچا رکھی ہے، امریکہ اپنے قیام 1776ء سے اب تک 227 مرتبہ اقوام عالم کے خلاف مسلح جارحیت کا ارتکاب کر چکا ہے۔ اخباری رپورٹ کے مطابق اب تک 171.5 ملین افراد کا قتل امریکیوں کی گردن پر ہے۔ (بشکریہ ماہنامہ مصلح الدین، کراچی)

طلب علم کی فرضیت: فکر رضا کی روشنی میں

(علامہ عبدالمبین نعمانی قادری)

حدیث شریف میں آیا ہے: "**طلب العلم فریضۃ علٰی کل مسلم**" "علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس سے ہر علم مراد یا کوئی خاص علم، اور خاص ہے تو وہ کون سا علم ہے۔ کچھ لوگ اس حدیث کو بالکل عام رکھتے ہیں اور دین و دنیا کے تمام علوم کی فرضیت پر اس سے استدلال کرتے ہیں حالانکہ یہ امر بداہۃً باطل ہے کہ کل علم کی قید کے ساتھ ہر علم کی فرضیت پر عمل ہی ناممکن ہے۔ جب یہ ناقابل عمل ہے تو شریعت اس کا مکلف کیسے بنائے گی؟ **لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا** (اللہ تعالیٰ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا، مگر اس کی طاقت بھر)

آج کل علم کا بڑا چرچا ہے، تعلیم کو کافی فروغ بھی مل رہا ہے۔ تعلیم کی اہمیت و فضیلت پر تقریر و تحریر کے ذریعے زوردار انداز سے روشنی بھی ڈالی جارہی ہے۔ "علم سیکھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے" اس کا بھی بار بار ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس علم سے کون سا علم مراد ہے اس کی تعین میں بہت من مانی سے کام لیا جاتا ہے جو جس علم کی اہمیت زیادہ سمجھتا ہے اس پر اس حدیث کو فٹ کرتا نظر آتا ہے بلکہ دیکھا یہ جاتا ہے کہ دنیوی علم کے دلدادہ اور فرنگی تہذیب کے شیدا حضرات اس حدیث کو بہت زیادہ پڑھتے اور سناتے اور اس کے ذریعہ دنیاوی علم کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔ دنیوی علوم حاصل کرنا، صنعت و حرفت اور سائنس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا منع نہیں، اسلام اور علمائے اسلام نے اس سے کبھی منع نہیں کیا۔ البتہ اس بات کا غلط پروپیگنڈہ خوب کیا گیا۔ کسی چیز کا جائز ہونا اور بات ہے اور اس

کی فرضیت چیزے دِگر۔ دونوں کو گڈ مڈ کرنا انصاف نہیں۔

شہنشاہ قلم تاجدار علم وفن، مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز سے بھی ایک بار سوال کیا گیا تھا کہ **طلب العلم فریضۃ علٰی کل مسلم** میں **العلم** سے کون سا علم مراد ہے جسے فرض قرار دیا گیا ہے، امام موصوف نے اس کا جو جواب دیا ہے وہ قابل دید ہے اور لائق داد بھی۔ اہل انصاف پڑھیں اور اس تاجدار علم وفن کی عبقریت کا اعتراف کریں، اور جن کو اس سلسلے میں کوئی غلط فہمی ہو وہ اپنی غلط فہمی دور کر لیں۔ ذیل میں اصل فتوے کی تلخیص مع قدرے تشریح پیش کی جاتی ہے تاکہ فہم مضمون میں عوام کو دقت نہ ہو۔

الحدیث: **طلب العلم فریضۃ علٰی کل مسلم** کو بوجہ کثرت طرق وتعدد مخارج حدیث حسن ہے [۱]۔ اُس کا صریح مفاد ہر مسلمان مرد وعورت پر طلب علم کی فرضیت، تو یہ صادق نہ آئے گا مگر اوس علم پر جس کا تعلّم (سیکھنا) فرض عین ہو اور فرض عین نہیں مگر اُن علوم کا سیکھنا جن کی خاطر انسان بالفعل اپنے دین میں محتاج ہو، اور ان علوم میں سب سے زیادہ اہم اور اکمل واعلیٰ ''علم اصول عقائد'' (یعنی عقائد کی بنیادی باتوں کا علم) ہے جن کے اعتقاد (ماننے) سے آدمی مسلمان سنی المذہب ہوتا ہے اور جن کے انکار ومخالفت سے کافر یا بدعتی یعنی بدمذہب (ہوجاتا ہے) **والعیاذ باللہ تعالٰی**۔

○ سب میں پہلا فرض آدمی پر اسی کا تعلّم (سیکھنا) ہے اور اس کی طرف احتیاج (محتاج ہونے) میں سب یکساں ہیں، پھر علم مسائل نماز یعنی اس کے فرائض وشرائط ومفسدات جن کے جاننے سے نماز صحیح طور پر ادا کر سکے۔

○ پھر جب رمضان آئے تو مسائل صوم (یعنی روزہ کے مسائل)

○ مالک نصاب نامی [۲] ہو تو مسائل زکوٰۃ

○ صاحب استطاعت ہو تو مسائل حج

○ نکاح کیا جائے تو اس کے متعلق ضروری مسئلے

○ تاجر ہو تو مسائل بیع وشراء (خرید وفروخت)

O مزارع (کاشتکار) پر مسائل زراعت۔

O موجر (کرایہ یا اجرت پر کام کرنے والا) ومستاجر (ٹھیکیدار یا مزدور)

اس پر مسائل اجارہ (کا جاننا ضروری ہے) وعلٰی ھٰذا القیاس (یوں ہی) ہر شخص پر اس کی حاجت موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرض عین ہے۔

O اور انہیں میں سے ہیں مسائل حلال وحرام، کہ ہر فردِ بشر ان کا محتاج ہے۔

O اور مسائل علم قلب یعنی فرائض قلبیہ مثل تواضع واخلاص وتوکل وغیرہا اور ان کے حاصل کرنے کے طریقے۔

O اور محرکات باطنیہ تکبر وریا وعُجب (خود پسندی) وحسد وغیرہا اور ان کے معالجات کہ ان کا تعلم (سیکھنا) بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔

جس طرح بے نماز فاسق وفاجر ومرتکب کبائر (کبیرہ گناہ کا مرتکب) ہے یوں ہی بعینہ ریا سے نماز پڑھنے والا انہیں مصیبتوں میں گرفتار ہے۔

نسئل اللّٰہ العفو والعافیۃ (ہم اللہ سے معافی وعافیت چاہتے ہیں)

توصرف یہی علوم حدیث میں مراد ہیں وبس،

علامہ مناوی تیسیر (شرح جامع صغیر) میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں:

ارادہ بہ مالا مندوحۃ لہ عن تعلمہ کمعرفۃ الصانع والعلم بوحدانیۃ ونبوۃ رسلہ وکیفیۃ الصلوٰۃ ونحوھا فان تعلمہ فرض عین۔

(حدیث میں وہ علم مراد ہے جس کا حاصل کرنا ضروری ہے جیسے خالق کائنات کی معرفت اور اس کی وحدانیت اور اس کے رسولوں کی نبوت ورسالت اور نماز پڑھنے کا طریقہ اور نماز کے علاوہ دیگر فرائض کی ادائیگی کا علم اس لئے کہ یہ علم فرض عین ہے۔ن۔ق)

درمختار میں ہے:

اعلم ان تعلم العلم یکون فرض عین وھو بقدر مابیحتاج لدنیہ۔

(اس قدر علم حاصل کرنا فرض عین ہے جس قدر کہ آدمی کو اپنے دین کیلئے

ضرورت ہے۔ن۔ق)
ردالمحتار میں فصول علامی سے ہے:

فرض علٰی کل مکلف و مکلفة بعد تعلمه علم الدین و الهدایة تعلم علم الوضوء و الغسل و الصلواة و الصوم و علم الزکوٰة لمن له نصاب و الحج لمن وجب علیه و البیوع علٰی التجار یستحذرا عن الشبهات و المکرهات فی سائر المعاملات و کذا اهل الحرف و کل من اشتغل بشیء یغرص علیه علمه و حکمه لیمتنع عن الحرام منه۔

(ہر مکلف مرد و عورت پر دین و ہدایت کا علم حاصل کرنے کے بعد فرض ہے کہ وضو، غسل، نماز، روزہ، زکوٰۃ کا علم سیکھے اگر مالک نصاب ہو اور حج کا اگر اس کے اوپر واجب ہو جائے اور خرید و فروخت کا علم تاجروں پر فرض ہے تاکہ شبہات اور مکروہات سے بچیں تمام معاملات میں اور یونہی صنعت و حرفت والے اس سے متعلق علم حاصل کریں اور جو جس میں مشغول ہو اس کا علم حاصل کرنا اس کے اوپر فرض ہے، تاکہ اس کے ذریعہ حرام سے بچ سکے۔ن۔ق)
اور اسی میں (ردالمحتار) میں ہے:

فی تبیین المحارم لا مشک فی فرضیة علم الفرائض الخمس و علم الاخلاص لان صحة العمل موقوفة علیه و علم الحلال و الحرام و علم الریاء لان العابد محروم من ثواب عمله بالریاء و علم الحسد و العجب، و همایا کلان العمل کما یاکل النار الخطب و علم البیع و الشراء و النکاح و الطلاق لمن اراداله خرل فی هذه الاشیاء و علم الالفاظ المحرمة او الکفرة و تعمدی هذا من اهم المهمات فی هذا الزمان الخ۔

(تبیین المحارم) میں ہے فرائض خمسہ (پانچوں فرض یعنی کلمہ، نماز، روزہ،

زکوٰۃ، حج) کا علم حاصل کر۔ بلاشبہہ فرض ہے، اور تبت واخلاص کا علم بھی کہ عمل کی صورت اسی پر موقوف ہے۔ حلال وحرام اور ریا کا علم بھی اس لئے کہ عبادت کرنے والا ریا کی وجہ سے اپنے عمل کے ثواب سے محروم ہوجاتا ہے حسد اور عجب (خود پسندی) کا علم بھی جن کا عمل یہ ہے کہ یہ دونوں عمل صالح کو ایسا کھا جاتے ہیں جیسے لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے اور بیع وشراء (خرید و فروخت) اور نکاح وطلاق کا علم بھی اس کیلئے فرض ہے جو ان میں مشغول ہونے کا ارادہ رکھتا ہو، اور ان الفاظ کا علم بھی فرض ہے جن سے کوئی چیز حرام ہو جاتی ہے یا جن کے سبب کفر لازم آتا ہے اور میں پورے اعتماد سے کہتا ہوں کہ یہ اس زمانے میں سب سے اہم ہے۔ن۔ق)

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں تحت حدیث مسطور فرماتے ہیں:

مراد بعلم دریں جا علمیت کہ ضروری وقت مسلمانا ست مثلاً چوں در اسلام در آمد واجب شد بروے معرفت صانع تعالیٰ وصفات وعلم بہ نبوت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجز آں از آنچہ صحیح نیست ایمان بے آں وچوں وقت نماز آمد واجب شد آموختن علم با حکام صلاۃ وچوں رمضان آمد واجب گردید تعلم احکام صوم، الخ۔

(علم سے یہاں مراد وہ علم ہے جو مسلمان کو حسب ضرورت فرض ہے مثلاً جب اسلام لایا تو واجب ہے کہ خالق عزوجل کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت حاصل کرے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا علم اور ان کے علاوہ ہر اس چیز کا علم فرض ہے کہ جن کے بغیر ایمان صحیح نہیں اور جب نماز کا وقت ہو تو نماز کے احکام کا جاننا اور جب رمضان آئے روزے کے مسائل کا جاننا فرض ہے۔ن۔ق)

غرض اس حدیث میں اسی قدر علم کی نسبت ارشاد ہے ہاں آیات واحادیث دیگر کہ فضیلت علماء وترغیب علم میں وارد وہاں ان کے سوا اور علوم کثیرہ بھی مراد ہیں جن کا تعلم

(سیکھنا) فرض کفایہ یا واجب یا مسنون یا مستحب اس کے آگے کوئی درجہ فضیلت وترغیب، اور جوان سے خارج ہو ہرگز آیات واحادیث میں مراد نہیں ہوسکتا۔

اوران کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ علوم جو آدمی کو اس کے دین میں نافع (مفید) ہوں خواہ اصالتہً (براہ راست) جیسے فقہ وحدیث وتصوف بے تخلیط (یعنی جس میں غیر اسلامی تصوف کی آمیزش نہ ہو) وتفسیر قرآن بے افراط وتفریط۔ خواہ وساطتہً (بالواسطہ) مثلاً نحو وصرف و معانی وبیان کہ فی حد ذاتہا (یعنی بذاتِ خود) امر دینی نہیں۔ مگر فہم قرآن وحدیث کیلئے وسیلہ ہیں۔

اور فقیر غیر اللہ تعالیٰ لہٗ اس کیلئے عمدہ معیار عرض کرتا ہے۔ مرادِ متکلم جیسے خود اوس کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے دوسرے کے بیان سے نہیں ہوسکتی...... مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنہوں نے علم وعلماء کے فضائل عالیہ ارشاد فرمائے، انہیں کی حدیث میں وارد ہے کہ علماء وارث انبیاء کے ہیں، انبیاء نے درم ودینار ترکہ میں نہ چھوڑا علم اپنا ورثہ چھوڑا ہے جس نے علم پایا اس نے بڑا حصہ پایا۔

اخرجه ابو دائود الترمذی و ابن ماجه و ابن حبان و البیهقی عن ابو الدرداء رضی الله تعالیٰ عنه قال سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول (فذکر الحدیث فی فضل العلم وفی آخره) ان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثو ادینار اولا درهماً وانما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر۔ ۳؎

بس ہر علم میں اتنا دیکھ لینا کافی کہ آیا یہ وہی عظیم دولت، نفیس مال ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ترکہ میں چھوڑا تو بیشک محمود (وخوب) ہے اوران فضائل جلیلہ کا مصداق جن کا احادیث میں وعدہ ہے اوراس کے جاننے والے کو لقب عالم ومولوی کا استحقاق ورنہ مذموم وبد ہے۔ جیسے فلسفہ یا نجوم یا لغو وفضول جیسے قافیہ وعروض، یا کوئی دنیا کا کام جیسے نقشہ ومساحت (پیمائش) بہرحال ان فضائل کا مورد (مستحق) نہیں کہ اس کے صاحب (جاننے والے) کو عالم کہہ سکیں۔ ائمہ دین فرماتے ہیں: جو علم کلام میں مشغول

رہے اس کا نام دفتر علماء سے محو ہو جائے۔

فی الطریقة المحمدیة عن التاتار خانیة عن ابی اللیث الحافظ وھو کان بسمرقند متقدماً فی الزمان علی الفقیه ابی اللیث، قال من اشتغل بالکلامه محی اسمه عن العلماء ۴؎

سبحان اللہ! جب متاخرین کا علم کلام جس کے اصل اصول عقائد سنت و اسلام ہیں بوجہ اختلاطِ فلسفہ وزیادات مزخرفہ (خرافاتِ فلسفہ کے مل جانے کی وجہ سے) مذموم ٹھہرا اور اس کا مشتغل (مشغول ہونے والا) لقب عالم کا مستحق نہ ہوا، تو خاص فلسفہ و منطق فلاسفہ و دیگر خرافات کا کیا ذکر ہے......ولہٰذا، حکم شرعی ہے کہ اگر کوئی شخص علمائے شہر کیلئے کچھ وصیت کر جائے تو ان فنون کا جاننے والا ہرگز اُس میں داخل نہ ہوگا۔

فی الھندیة عن المحیط اذا اوصی لاھل العلم ببلدة کذا فانه یدخل فیه اھل الفقه واھل الحدیث ولا یدخل من یتکلم بالحکمة الخ۔ ونقل مثله فی شرح الفقه الاکبر للمتکلمین عن کتب الفتاویٰ لاصحابنا وسی منھا الظھیریة۔ ۵؎

فقیر غَفَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ... قرآن وحدیث سے صدہا دلائل اس معنیٰ پر قائم کرسکتا ہے، کہ مصداقِ فضائل (علم) صرف علوم دینیہ ہیں وبس......ان کے سوا کوئی علم، شرع کے نزدیک علم، نہ آیات واحادیث میں مراد۔ اگرچہ عرف ناس (لوگوں کے عرف) میں یا باعتبار لغت اسے علم کہا کریں۔ ہاں آلات ووسائل کیلئے حکم مقصود کا ہوتا ہے۔ مگر اُسی وقت تک کہ وہ بقدر توسل (وسیلہ بننے کی مقدار بھر) وتقصد توسل (یعنی محض وسیلے کے قصد سے) سیکھے جائیں اس طور پر وہ بھی موردِ فضائل ہیں۔ پھر یہ علوم عالیہ بھی ان فضائل کے حامل ہوں گے جیسے نماز کیلئے گھر سے جانے والوں کو حدیث میں فرمایا کہ وہ نماز میں ہے۔ جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے نہ یہ کہ انہیں مقصود قرار دے لیں اور ان کے توغل (غلو کے ساتھ مشغولیت) میں عمر گزار دیں۔ نحوی لغوی ادیب منطقی کہ انہیں علوم کا ہو رہے اور مقصود اصلی سے کام نہ رکھے۔ زنہار (ہرگز) عالم نہیں کہ جس حیثیت کے صدقہ میں انہیں نام ومقام

علم حاصل ہوتا جب وہی نہیں تو یہ اپنی ذات میں (یعنی اصل میں) نہ اون خوبیوں کے مصداق تھے نہ قیامت تک ہوں گے ہاں اسے یہ کہیں گے کہ ایک صنعت جانتا ہے آہنگر (لوہار) ونجار (بڑھئی) اور فلسفی کیلئے مثال بھی ٹھیک نہیں کہ لوہار، بڑھئی کو ان کا فن دین ضرر نہیں پہنچا تا اور فلسفہ تو حرام و مضر اسلام ہے اس میں منہمک رہنے والا لقب اجہل جاہل اجل بلکہ اس سے زائد مستحق ہے۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

ہیہات ہیہات (افسوس افسوس) اسے علم سے کیا مناسبت علم وہ ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترکہ ہے نہ وہ جو کفار یونان کا پس خوردہ (جوٹھا)

سیدی عارف باللہ فاضل ناصح عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی قدس سرہما القدسی ''حدیقۂ ندیہ'' میں فرماتے ہیں:

الصحابة رضی اللہ تعالٰی عنهم لم یکرنوا اشغلو انفسهم بهٰذا الفشار الذی اخترعه الحکماء الفلاسفة بل من اعتقدنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم انه کان یعلم اشقائق و الهذیانات المنطقیه فهو کافر لتحقیره علم النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم الخ۔ قلت فاذا کان هذا (قوله فی المنطق فماظنک بالتفلسف الموبق نسئال اللہ العافیة)

(صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خود کو ان لغویات میں مشغول نہیں کیا جنہیں فلاسفہ نے ایجاد کیا۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے کہ آپ منطقی شقوق اور ہذیانات کو جانتے تھے وہ کافر ہے اس لئے کہ اس میں آپ کے علم شریعت کی توہین وتحقیر ہے)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں یہ حکم منطق کے بارے میں ہے تو بھلا فلسفہ کے بارے میں کتنا سخت حکم ہوگا جو خود مہلک ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کے طلب گار ہیں۔ ن۔ ق)

اسی طرح وہ ہیئت جس میں انکارِ وجود آسمان وتکذیب گردش سیارات وغیرہ کفریات و

امورِ مخالفہ شرع تعلیم کئے جائیں وہ بھی مثل نجوم حرام وملوم (قابل ملامت) اور ضرورت سے زائد حساب یا جغرافیہ وغیرہما داخل فضولیات ہیں۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: علم تین ہیں قرآن یا حدیث یا وہ چیز جو وجوبِ عمل میں ان کی ہمسر ہے (اجماع وقیاس کی طرف اشارہ فرماتے ہیں) اور ان کے سوا جو کچھ ہے سب فضول۔

اخرج ابو دائود ابن ماجه والحاکم عن عند اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنهما، قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم العلم ثلثة آیة محکمة او سنة قائمة او فریضة عادلة وما کان سوا ذالک فهو فضل

اشعہ (اللمعات) میں ہے:

فریضةعادله۶ے فریضۂ که مثل وعدیل کتاب و سنت است اشاره است باجماع و قیاس که مستند و مستنبط اند، از آں وبه ایں اعتبار آرا مساوی و معادل کتاب و سنت داشته اند و تعبیر از اں بفریضه کردند تنبیه برآں که عمل بآنها واجب ست چنانکه به کتاب و سنت و ما کان سواذٰلک فهوا فضل و هر چه که هست از مواد علوم جزیں پس آں فضل ست دلا یعنی،

هرچه قال اللہ نے قال الرسول
فضله باشد فضله می خواں اے فضول

مخلصاً

اسی حدیث کا پورا خلاصہ ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کل العلوم سوی القرآن مشغلة
الا الحدیث والا الفقه فی الدین

(قرآن وحدیث اور فقہ کے علاوہ تمام علوم محض ایک مشغلہ ہیں)

یہ مجمل کلام ہے باقی تفصیل مقام کیلئے دفتر طویل درکار ہے جسے منظور ہو احیاء العلوم و طریقۂ محمدیہ وحدیقۂ ندیہ و درمختار و ردالمحتار وغیرہا اسفارِ علماء (کتب علماء) کی طرف رجوع کرے۔

وقیما ذکرنا کفایۃ لاھل الدرایۃ (اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ عقل مندوں کو کافی ہے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم علمہ جل مجدہ اتم واحکم O (فتاویٰ رضویہ، جلد: ۹/ ۱۶۔۱۷، مطبوعہ رضا اکیڈمی۔ممبئی ۳)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی

۱۔ یعنی متعدد راویوں نے روایت کی اور کئی محدثین نے اس کو نقل فرمایا۔

۲۔ نامی اس مال کو کہتے ہیں جو بڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔مثلاً چاندی، سونا، مالِ تجارت وغیرہ، گھریلو سامان مکان اور کھیت اس میں شامل نہیں۔

۳۔ روایت کیا اس کو امام ابوداؤد ترمذی وابن ماجہ وابن حبان وبیہقی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے آگے اس حدیث کے الفاظ ہیں جس کا ترجمہ گزرا۔

۴۔ طریقۂ محمدیہ میں فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول ہے اس میں حافظ ابواللیث سمرقندی جو فقیہ ابو اللیث سے متقدم ہیں۔فرماتے ہیں جو علم کلام میں مشغول ہوا اس کا نام علماء کے دفتر سے مٹا دیا جاتا ہے۔

۵۔ اوپر جو نقل ہوا، اسی کی اصل عبارت ہے اور مراجع کی نشاندہی۔

۶۔ مفہوم اس پوری عبارت کا اوپر گزرا ہے۔

الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی

(۱۳۴۰ھ)

(قادیانی مرتد پر خدائی خنجر)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اعلیٰ حضرت مدظلکم العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، اس میں شک نہیں آپ کی خدمت میں بہت سے جواب طلب خطوط موجود ہوں گے لیکن عریضہ ہذا بحالت اشد ضرورت ارسال خدمت ہے امید کہ بواپسی جواب سے شرف بخشا جائے۔

(۱) آیت کریمہ:

وَالَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ لَا یَخۡلُقُوۡنَ شَیۡئًا وَّہُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ ؕ اَمۡوَاتٌ غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ ۚ وَمَا یَشۡعُرُوۡنَ ۙ اَیَّانَ یُبۡعَثُوۡنَ [۱]

اور اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں، مردے ہیں زندہ نہیں، اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔ (ت)

یہ ظاہر کرتی ہے کہ ماسوا اللہ تعالیٰ کے جس کسی کو خدا کہا جاتا ہے وہ خالق نہ ہونے اور مخلوق ہونے کے علاوہ مردہ ہے زندہ نہیں۔

بنابریں عیسیٰ علیہ السلام کو بھی جبکہ نصاریٰ خدا کہتے ہیں تو کیوں نہ ان کو مردہ تسلیم کیا جائے اور کیوں ان کو آسمان پر زندہ مانا جائے؟

(۲) صاحب بخاری بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا ارقام فرماتے ہیں (منقول از مشارق الانوار، حدیث: ۱۱۸)

---

[۱] القرآن الکریم ۱۶/ ۲۰و۲۱

لَعَنَ اللہُ الْیَھُوْدَ وَ النَّصَارٰی اِتَّخَذُوْ اقُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسٰجِدَ۔ ا؎

اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔ (ت)

اس سے ظاہر ہے کہ نبی یہود حضرت موسیٰ و نبی نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی قبریں پوجی جاتی تھیں۔

حسب ارشاد باری تعالیٰ عز اسمہٗ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْئٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ ۲؎ (پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ ورسول کے حضور رجوع کرو۔ ت)

آیات الٰہیۃ، احادیث نبویہ ثبوت ممات عیسیٰ علیہ السلام میں موجود ہوتے ہوئے کیونکر ان کو زندہ مان لیا جائے؟

میں ہوں حضور کا ادنیٰ خادم

شاہ میر خاں قادری رضوی غفرلہ ربہ/ ساکن پیلی بھیت

۳ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بے دین لوگوں کا مکر وفریب

الجواب: (۱) قبل جواب ایک امر ضروری کہ اس سوال و جواب سے ہزار درجہ اہم ہے، معلوم کرنا لازم، بے دینوں کی بڑی راہِ فرار یہ ہے کہ انکار کریں ضروریاتِ دین کا، اور بحث چاہیں کسی ہلکے مسئلے میں جس میں کچھ گنجائش دست و پازدن ہو۔

انبیاء کرام علیہم السلام حقیقی دنیوی وجسمانی سے زندہ ہوتے ہیں

قادیانی صدہا وجہ سے منکر ضروریاتِ دین تھا اور اس کے پس ماندے حیات ووفات سیدنا عیسیٰ رسول اللہ علیٰ نبینا الکریم و علیہ صلوات اللہ و تسلیمات اللہ کی بحث چھیڑتے ہیں، جو ایک فرعی مسئلہ خود مسلمانوں میں ایک نوع کا اختلافی مسئلہ ہے جس کا

ا؎ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ما یکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۷۷

۲؎ القرآن الکریم ۴/ ۵۹

اقرار یا انکار کفر تو در کنار ضلال بھی نہیں (فائدہ نمبر ۴ میں آئے گا کہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے) نہ ہرگز وفات مسیح ان مرتدین کو مفید، فرض کردم کہ رب عزوجل نے ان کو اس وقت وفات ہی دی، پھر اس سے ان کا نزول کیونکر ممتنع ہو گیا؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت محض ایک آن کو تصدیق وعدۂ الٰہیہ کیلئے ہوتی ہے، پھر وہ ویسے ہی حیات حقیقی دنیوی وجسمانی سے زندہ ہوتے ہیں جیسے اس سے پہلے تھے، زندہ کا دوبارہ تشریف لانا کیا دشوار؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْاَنْبِیَآئُ اَحْیَآئٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ [1]

انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں، نماز پڑھتے ہیں۔ (ت)

حضرت عزیر علیہ السلام کا بعد موت زندہ ہونا

(۲) معاذ اللہ کوئی گمراہ بددین یہی مانے کہ ان کی وفات اوروں کی طرح ہے جب بھی ان کا دوبارہ تشریف لانا کیوں محال ہو گیا؟ وعدۂ وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَھْلَکْنٰھَآ اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ [2] (اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ پھر لوٹ کر آئیں۔ ت) ایک شہر کیلئے ہے، بعض افراد کا بعد موت دنیا میں پھر آنا خود قرآن کریم سے ثابت ہے جیسے سیدنا عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ قال اللہ تعالیٰ:

فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ط [3]

تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس، پھر زندہ کر دیا۔ (ت)

طائران خلیل علیہ السلام کا بعد موت زندہ ہونا

چاروں طائران خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام، قال اللہ تعالیٰ:

ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا ط [4]

پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے، پھر انہیں بلا، وہ تیرے پاس چلے

[1] مسند ابو یعلیٰ مروی از انس رضی اللہ عنہ حدیث: ۳۴۱۲، موسسہ علوم القرآن بیروت ۳/ ۳۷۹

[2] القرآن الکریم ۲۱/ ۹۵ [3] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۹

[4] القرآن الکریم ۲/ ۲۶۰

آئیں گے دوڑتے ہوئے۔(ت)

مرزا قادیانی کا اللہ تعالیٰ کا عاجز ماننا

ہاں مشرکین ملاعین منکرینِ بعث اسے محال جانتے ہیں اور در بارۂ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیانی بھی اس قادر مطلق عز جلالہ کو معاذ اللہ صراحۃً عاجز مانتا اور دافع البلاء کے صفحہ ۳۴ پر یوں کفر بکتا ہے:

''خدا ایسے شخص کو پھر دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔''[۱]

مشرکین اور قادیانیوں کے نظریہ کا رد

مشرک وقادیانی دونوں کے رد میں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ط بَلْ ھُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۲ ۝[۲]

تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ وہ نئے بننے سے شبہہ میں ہیں۔(ت)

جب صادق ومصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے نزول کی خبر دی اور وہ اپنی حقیقت پر ممکن وداخل زیر قدرت وجائز، تو انکار نہ کرے گا مگر گمراہ۔

اللہ تعالیٰ کا بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو سزا کے طور پر موت دے کر پھر زندہ کرنا

(۳) اگر وہ حکم افراد کو بھی عام مانا جائے تو موت بعد استیفائے اجل کیلئے ہے، اس سے پہلے اگر کسی وجہ خاص سے اماتت ہو تو مانع عادت نہیں بلکہ استیفائے اجل کیلئے ضرور اور ہزاروں کیلئے ثابت ہے، قال اللہ تعالیٰ:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَھُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ص فَقَالَ لَھُمُ اللّٰہُ مُوْتُوْا قف ثُمَّ اَحْیَاھُمْ ط[۳]

۱؎ دافع البلاء مطبوعہ ربوہ ص: ۳۴ ۲؎ القرآن الکریم ۵۰ / ۱۵

۳؎ القرآن الکریم ۲ / ۲۴۳

اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے، تو اللہ نے ان سے فرمایا مر جاؤ، پھر انہیں زندہ فرما دیا۔

(ت)

قتادہ نے کہا:

اماتھم عقوبۃً ثم بعثوا لیتوفوا مدۃ اٰجالھم ولو جآء ت اٰجالھم مابعثوا۔ ا۔ہ (معناً)

اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا کے طور پر موت دی پھر زندہ کر دیئے گئے تاکہ اپنی مقررہ عمر کو پورا کریں، اگر ان کی مقررہ عمر پوری ہو جاتی تو دوبارہ نہ اٹھائے جاتے۔ (ت)

مسئلہ حیات و وفات حضرت مسیح علیہ السلام اور قادیانی کی شامت

(۴) اس وقت حیات و وفات حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسئلہ قدیم سے مختلف چلا آتا ہے مگر آخر زمانے میں ان کے تشریف لانے اور دجال لعین کو قتل فرمانے میں کسی کو کلام نہیں، یہ بلا شبہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے تو وفات مسیح نے قادیانی کو کیا فائدہ دیا اور مغل بچہ، عیسیٰ رسول اللہ بے باپ سے پیدا ابن مریم کیونکر ہو سکا؟ قادیانی اس اختلاف کو پیش کرتے ہیں، کہیں اس کا بھی ثبوت رکھتے ہیں کہ اس پنجابی کے ابتداع فی الدین سے پہلے مسلمانوں کا یہ اعتقاد تھا کہ عیسیٰ آپ تو نہ اتریں گے کوئی ان کا مثیل پیدا ہوگا، اسے نزول عیسیٰ فرمایا گیا اور اس کو ابن مریم کہا گیا؟ اور جب یہ عام مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے تو آیہ:

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهِ جَهَنَّمَ ط وَسَآءَتْ مَصِيرًا ٢١ ○ ۔ہ

مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (ت)

ا۔ہ جامع البیان (تفسیر ابن جریر طبری) القول فی تاویل قولہ تعالیٰ: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ الخ المطبعۃ المیمنۃ مصر

۲ / ۷ / ۳۴۷ ۲؎ القرآن الکریم ۴ / ۱۱۵

کا حکم صاف ہے۔)

مرزا قادیانی کا آیات کے معنی بدلنا

(۵) مسیح سے مثیل مراد لینا تحریف نصوص ہے کہ عادت یہود ہے، بے دینی کی بڑی ڈھال یہی ہے کہ نصوص کے معنی بدل دیں یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۱؎ (اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدل دیتے ہیں۔ت) ایسی تاویل گھنی نصوصِ شریعت سے استہزاء اور احکام وارشادات کو درہم برہم کردینا ہے، جس جگہ جس شئ کا ذکر آیا، کہہ سکتے ہیں وہ شئ خود مراد نہیں اس کا مثیل مقصود ہے، کیا یہ اس کی نظیر نہیں جو اِباحیہ ملاّعنہ کہا کرتے ہیں کہ نماز وروزہ فرض ہے نہ شراب وزنا حرام بلکہ وہ کچھ اچھے لوگوں کے نام ہیں جن سے محبت کا ہمیں حکم دیا گیا اور یہ کچھ بدوں کے جن سے عداوت کا۔

قادیانیوں کی ایک اہم چالاکی

(۶) بفرض باطل اینہم برعلم، پھر اس سے قادیان کا مرتد، رسول اللہ کا مثیل کیونکر بن بیٹھا؟ کیا اس کے کفر، اس کے کذب، اس کی وقاحتیں، اس کی فضیحتیں، اس کی خباثتیں، اس کی ناپاکیاں، اس کی بیباکیاں کہ عالم آشکار ہیں، چھپ سکیں گی؟ اور جہان میں کوئی عقل و دین والا ابلیس کو جبریل کا مثیل مان لے گا؟ اس کے خروارِ ہزارہا کفریات سے مشتے نمونہ، رسائل (۱) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (۲) قہر الدیان علٰی مرتد بقادیان (۳) نور الفرقان و باب العقائد والکلام وغیرہا میں ملاحظہ ہوں کہ یہ نبیوں کی علانیہ تکذیب کرنے والا، یہ رسولوں کو فحش گالیاں دینے والا، یہ قرآن مجید کو طرح طرح رد کرنے والا، مسلمان بھی ہونا محال، نہ کہ رسول اللہ کی مثال، قادیانیوں کی چالاکی کہ اپنے مسیلمہ کے نامسلم ہونے سے یوں گریز کرتے اور اس کے ان صریح ملعون کفروں کی بحث چھوڑ کر حیات و وفات مسیح کا مسئلہ چھیڑتے ہیں۔

ا؎ القرآن الکریم ۵ / ۱۳

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشہور اوصاف

(۷) مسیح رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور اوصافِ جلیلہ اور وہ کہ قرآن عظیم نے بیان کئے، یہ تھے کہ

(i) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا ہونا

اللہ عزوجل نے ان کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا نشانی سارے جہان کیلئے:

قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَکُ بَغِیًّا ○ قَالَ کَذٰلِکِ ج قَالَ رَبُّکِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ ج وَلِنَجْعَلَهٗ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا ج وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ○ ا؎

بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا، مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا، نہ میں بدکار ہوں، کہا یونہی ہے، تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت، اور یہ امر ٹھہر چکا ہے۔ (ت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہوتے ہی کلام فرمانا

(انہوں نے پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا:

فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّکِ تَحْتَکِ سَرِیًّا ۲ ○ ا؎ الاٰیة

تو اس کے نیچے والے نے اسے آواز دی کہ تو غم نہ کر، تیرے رب نے تیرے نیچے نہر بہادی ہے۔ (ت)

عَلٰی قِرَاءَةِ مَنْ تَحْتَهَا بِالْفَتْحِ فِیْهِمَا وَتَفْسِیْرِهٖ بِالْمَسِیْحِ عَلَیْهِ

ا؎ القرآن الکریم ۱۹ / ۲۰ و ۲۱

۲؎ القرآن الکریم ۱۹ / ۲۴

الصّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ ا؎ (معناً)

اس قرأت پر جس میں من کی میم مفتوح اور تحتھا کی دوسری تاء مفتوح ہے اور اس کی تفسیر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی گئی ہے)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گھوارے میں لوگوں کو ہدایت فرمانا

(انہوں نے گھوارے میں لوگوں کو ہدایت فرمائی:

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۲؎

لوگوں سے باتیں کرے گا پالنے میں اور پکی عمر میں۔ (ت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور نبوت عطا ہونا

انہیں ماں کے پیٹ یا گود میں کتاب عطا ہوئی، نبوت دی گئی:

قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ط اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۳؎ ○

بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا۔ (ت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدموں کے ساتھ برکتیں رکھنا

وہ جہاں تشریف لے جائیں برکتیں ان کے قدم کے ساتھ رکھی گئیں:

وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۴؎

اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں۔ (ت)

برخلاف کفر طاغیۂ قادیان کہ کہتا ہے جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا کو تباہ کر دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے غیبوں پر مسلط کرنا

انہیں اپنے غیبوں پر مسلط کیا:

ا؎ جامع البیان (تفسیر ابن جریر طبری) القول فی تاویل قولہ تعالیٰ فناداھا من تحتھا الخ مطبعہ میمنہ مصر ۱۶ / ۴۵

۲؎ القرآن الکریم ۳ / ۴۶ ۳؎ القرآن الکریم ۱۹ / ۳۰

۴؎ القرآن الکریم ۱۹ /۳۱

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ا؎

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (ت)

جس کا ایک نمونہ یہ تھا کہ لوگ جو کچھ کھاتے اگر چہ سات کوٹھڑیوں میں چھپ کر، اور جو کچھ گھروں میں ذخیرہ رکھتے اگر چہ سات تہہ خانوں کے اندر، وہ سب ان پر آئینہ تھا۔

وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْؕ

اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کرر کھتے ہو۔ (ت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعض احکام کا ناسخ کرنا

انہیں توراتِ مقدس کے بعض احکام کا ناسخ کیا:

وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ

۲؎

اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی اور اس لئے کہ حلال کروں تمہارے لئے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔ (ت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مادرزاد اندھے اور لاعلاج برص کو شفا دینا

انہیں قدرت دی کہ مادرزاد اندھے اور لاعلاج برص کو شفا دیتے:

وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ج ۳؎

اور تو مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا۔ (ت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردے زندہ کرنا

انہیں قدرت دی کہ مردے زندہ کرتے:

ا؎ القرآن الکریم ۲/۷۲، ۲۶، ۲۷ ۲؎ القرآن الکریم ۳/۵۰

۳؎ القرآن الکریم ۵/۱۱۰

وَاِذۡ تُخۡرِجُ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِیۡ ۚ ۱؎

اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔ (ت)

وَاُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ ۲؎

اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ (ت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مٹی سے پرندہ بنانا

ان پر اپنے وصف خالقیت کا پرتو ڈالا کہ مٹی سے پرند کی صورت خلق فرماتے اور اپنی پھونک سے اس میں جان ڈالتے کہ اڑتا چلا جاتا:

وَاِذۡ تَخۡلُقُ مِنَ الطِّیۡنِ کَهَیۡـَٔةِ الطَّیۡرِ بِاِذۡنِیۡ فَتَنۡفُخُ فِیۡهَا فَتَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِیۡ ۳؎

اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتا۔ (ت)

ظاہر ہے کہ قادیانی میں ان میں سے کچھ نہ تھا پھر وہ کیونکر مثیل مسیح ہو گیا؟

مشرکوں کی طرح قادیانی کا اپنے عجز پر پردہ ڈالنا

اخیر کی چار یعنی مادر زاد اندھے ۱؎ اور ابرص ۲؎ کو شفاء دینا، مردے ۳؎ جلانا، مٹی کی مورت میں پھونک سے جان ۴؎ ڈال دینا، یہ قادیانی کے دل میں بھی کھٹکے کہ اگر کوئی پوچھ بیٹھا کہ تو مثیل مسیح بنتا ہے ان میں سے کچھ کر دکھا، اور وہ اپنا حال خوب جانتا تھا کہ سخت جھوٹا ملوم ہے اور الٰہی برکات سے پورا محروم، لہٰذا اس کی یوں پیش بندی کی کہ قرآن عظیم کو پس پشت پھینک کر، رسول اللہ کے روشن معجزوں کو پاؤں تلے مل کر صاف کہہ دیا کہ معجزے نہ تھے مسمریزم کے شعبدے تھے، میں ایسی باتیں مکروہ نہ جانتا تو کر دکھاتا، وہی ملاعنہ مشرکین کا طریقہ اپنے عجز پر یوں پردہ ڈالنا کہ لَوۡ نَشَآءُ لَقُلۡنَا مِثۡلَ هٰذَاۤ ۱ ۴؎ (اگر ہم چاہتے تو ایسا

۱؎ القرآن الکریم ۵ / ۱۱۰ ۲؎ القرآن الکریم ۳ / ۴۹

۳؎ القرآن الکریم ۵/ ۱۱۰ ۴؎ القرآن الکریم ۸/ ۳۱

کلام کہتے) ہم چاہتے تو اس قرآن کا مثل تصنیف کر دیتے، ہم خود ہی ایسا نہیں کرتے۔ اَلَا لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ۔

مرزا قادیانی مرتد کے چند کفریات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ستر بکواسات

قادیانی خَذَلَہُ اللہ کے ازالۂ اوہام ص ۳، ۴، ۵ و نوٹ آخر میں ۱۵۱ تا آخر صفحہ ۱۶۲ ملاحظہ ہوں جہاں اس نے پیٹ بھر کر یہ کفر بکے ہیں، یا ان کی تلخیص رسالہ قہر الدیان ص ۱۰ تا ۱۵ مطالعہ ہوں، یہاں دو چار صرف بطورِ نمونہ منقول:

ملعون ازالہ ص ۳: احیاءا؎ جسمانی کچھ چیز نہیں۔

ملعون ازالہ ص ۴: کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔

ملعون ازالہ ص ۱۵۱: شعبدہ بازی ۳؎ اور دراصل بے سود ۴، عوام ۵؎ کو فریفتہ کرنے والے مسیح ۶؎ اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس ۲۲ برس تک نجاری کرتے رہے، بڑھئی ۷؎ کا کام درحقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کے ایجاد میں عقل تیز ہو جاتی ہے، بعض چڑیاں ۸؎ کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں، بمبئی ۹؎ کلکتہ میں ایسے ۱۰؎ کھلونے بہت بنتے ہیں۔ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے اعجاز مسمریزمی ۱۱؎ بطور ۱۲؎ لہو و لعب نہ بطور ۱۳؎ حقیقت ظہور میں آ سکیں، سلب ۱۴؎ امراض مسمریزم کی شاخ ہے ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اس سے سلب امراض کرتے ہیں، مبروص ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں، مسیح ۱۵؎ مسمریزم میں کمال رکھتے تھے۔ یہ قدر ۱۶؎ کے لائق نہیں، یہ ۱۷؎ عاجز اس کو مکروہ قابل نفرت نہ سمجھتا تو ان عجوبہ نمائیوں میں ابن ۲۰؎ مریم سے کم نہ رہتا، اس عمل کا ایک نہایت برا خاصہ ہے جو اپنے تئیں اس میں ڈالے روحانی تاثیروں میں بہت ضعیف ۲۲؎ اور نکما ۲۳؎ ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل ۲۴؎ (مسمریزم) سے اچھا کرتے، مگر ہدایت ۲۵؎ توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں

قائم کرنے میں ان کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب ۲۶ قریب ناکام رہے ہے، ان پرندوں میں صرف جھوٹی ۲۷ حیات، جھوٹی ۲۸ جھلک نمودار ہو جاتی تھی، مسیح ۲۹ کے معجزات اس تالاب کی وجہ سے بے رونق ۳۰ بے قدر ۳۱ تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہر عجائبات تھا، بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل ۳۲ تھا جیسے سامری ۳۳ کا گوسالہ۔

(ازالہ اوہام مطبع ریاض الہند، ص: ۱۲۱۔ ۱۱۳)

مسلمانو! دیکھا، ان ملعون کلمات میں وہ کون سی گالی ہے جو رسول اللہ کو نہ دی اور وہ کونسی تکذیب ہے جو آیات قرآن کی نہ کی، اتنے ہی جملوں میں تینتیس ۳۳ کفر ہیں۔

بہرحال یہ تو ثابت ہوا کہ یہ مرتد مثیل مسیح نہیں، مسلمانوں کے نزدیک یوں کہ وہ نبی مرسل اولوم العزم صاحب معجزات و آیات بینات، اور یہ مردود و مطرود و مرتد و مورد آفات، اور خود اس کے نزدیک یوں کہ معاذ اللہ وہ شعبدہ باز بھانمتی مسمریزمی تھے، روحانی تاثیروں میں ضعیف، نکمے اور یہ ڈال کا ٹوٹا مقدس مہذب برگزیدہ ہادی، اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (خبردار! ظالموں پر خدا کی لعنت)

ہاں ایک صورت ہے، اس نے اپنے زعم ملعون میں مسیح کے یہ اوصاف گنے، دافع البلاء ص ۴: مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسروں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ (یحییٰ) شراب ۳۴ نہ پیتا تھا، کبھی نہ سنا کہ کسی فاحشہ ۳۵ نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا یا ہاتھوں ۳۶ اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا یا کوئی بے تعلق ۳۷ جوان عورت اس کی خدمت کرتی، اسی وجہ سے خدا نے یحییٰ کا نام حصور رکھا مسیح نہ رکھا کہ ایسے قصے ۳۸ اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ ا

ضمیمہ انجام آتھم ص ۷: آپ (یعنی عیسیٰ) کا کنجریوں ۳۹ سے میلان اور صحبت ۴۰ بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت ۴۱ درمیان ہے (یعنی عیسیٰ بھی ایسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ کوئی پرہیزگار ۴۲ ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے، زناکاری ۴۳ کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر

ملے، اپنے بال [۴۴] اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان [۴۵] کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔

ص۶: حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا [۴۶]۔

ا؎ دافع البلاء مطبع ضیاء الاسلام، قادیان، ص:۶-۵

ص ۷: آپ کے ہاتھ میں سوا مکر [۴۷] وفریب [۴۸] کے کچھ نہ تھا، آپ کا خاندان [۴۹] بھی نہایت ناپاک ہے، تین دادیاں [۵۰] اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا...... یہ پچاس ۵۰ کفر ہوئے۔

نیز اسی رسالہ ملعونہ میں ص ۴ سے ۸ تک بحیلہ ٔ باطلہ ٔ مناظرہ خود ہی جلے دل کے پھپھولے پھوڑے، اللہ عزوجل کے سچے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو نادان [۵۱]، شریر [۵۲]، مکار [۵۳]، بدعقل [۵۴]، زنانے [۵۵] خیال والا، فحش گو [۵۶]، بدزبان [۵۷]، کٹیل [۵۸]، جھوٹا [۵۹]، چور [۶۰]، علمی [۶۱] عملی [۶۲] قوت میں بہت کچا، خلل [۶۳] دماغ والا، گندی [۶۴] گالیاں دینے والا، بدقسمت [۶۵]، نرا فریبی [۶۶]، پیروِ شیطان [۶۷] وغیرہ وغیرہ خطاب اس قادیانی دجال نے دیئے اور اس کے تین کفر اوپر گزرے کہ اللہ مسیح [۶۸] کو دوبارہ نہیں لاسکتا، مسیح [۶۹] فتنہ تھا، مسیح [۷۰] کے فتنے نے تباہ کردیا...... یہ سب ستر ۷۰ کفر ہوئے اور ہزاروں ستر کی گنتی کیا، غرض تیس ۳۰ سے اوپر اوصاف اس دجال مرتد نے اپنے مزعوم مسیح میں بتائے، اگر قادیانی خود اپنے لئے ان میں سے دس وصف بھی قبول کرلے کہ یہ شخص یعنی یہی قادیانی بدچلن [۱]، بدمعاش [۲]، فریبی [۳]، مکار [۴]، زنانے [۵] خیال والا، کٹیل [۶] بھی جھوٹا، چور [۷]، گندی [۸] گالیوں والا، ابلیس [۹] کا چیلہ، کنجریوں [۱۰] کی اولاد، کسبیوں کا جنا ہے، زنا کے خون سے بنا ہے، تو ہم بھی اس کی مان لیں گے کہ یہ ضرور مثیل مسیح ہے، مگر کون سے مسیح کا؟ اسی مسیح قبیح کا جو اس کا موہم ومزعوم ہے، اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ)

قادیانیوں کا ابلیسی مکر

مسلمانو! یہ سات ۷ فائدے محفوظ رکھئے، کیسا آفتاب سے زیادہ روشن ہوا کہ

قادیانیوں کا مسئلۂ وفات و حیات مسیح چھیڑنا کیسا ابلیسی مکر، کیسی عبث بحث، کیسی تضیع وقت، کیسا قادیانی کے صریح کفروں کی بحث سے جان چھڑانا اور فضول زق زق میں وقت گنوانا!

امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اس کے بعد ہمیں حق تھا کہ ان ناپاک و بے اصل و پادر ہوا شبہوں کی طرف التفات بھی نہ کرتے جو انہوں نے حیاتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش کئے۔ ایسی مہمل عیاریوں کیا دیوں کا بہتر جواب یہی تھا کہ ہشت پہلے قادیانی کے کفر اٹھاؤ یا اسے کافر مان کر توبہ کرو، اسلام لاؤ، اس کے بعد یہ فرعی مسئلہ بھی پوچھ لینا مگر ہم ان مرتدین سے قطع نظر کر کے اپنے دوست سائل سنی المذہب سے جواب شبہات گزارش کرتے ہیں، وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ)

استفتاء میں موجود شبہات کا ازالہ

پہلا شبہہ: کریمہ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ الآیۃ

اللہ تعالیٰ کا کافروں کو قرآن کریم کی مراد بتانا

اقول اولاً یہ شبہہ مرتدان حال نے کافرانِ ماضی سے ترکہ میں پایا ہے، جب آیۂ کریمہ:

اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ط اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ ۝[۱]

بیشک تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سب دوزخ کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا ہے۔ نازل ہوئی

مشرکین نے کہا کہ ملائکہ اور عیسیٰ اور عزیر بھی تو اللہ کے سوا پوجے جاتے ہیں، اس پر رب عزوجل نے ان جھگڑالو کافروں کو قرآن کریم کی مراد بتائی کہ آیت بتوں کے حق میں ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى لا اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ج [۲]

بیشک وہ جن کیلئے ہمارا بھلائی کا وعدہ ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں وہ اس کی بھنک تک نہ سنیں گے۔

۱؎ القرآن الکریم ۲۱/ ۹۸

۲؎ القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۱ و ۱۰۲

قرآن کریم نے خود اپنا محاورہ بتایا جب بھی مرتدوں نے وہی راگ گایا۔

”اِنَّ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ“ آیت کا شانِ نزول

ابوداؤد کتاب الناسخ والمنسوخ میں اور فریابی عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابن مردویہ اور حاکم مع تصحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

لَمَّا نَزَلَتۡ اِنَّکُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ط اَنۡتُمۡ لَهَا وَارِدُوۡنَ○ قَالَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ الۡمَلٰٓئِکَةُ وَعِیۡسٰی وَعُزَیۡرٌ یَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَنَزَلَتۡ اِنَّ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰی اُولٰٓئِکَ عَنۡهَا مُبۡعَدُوۡنَ۔

۱؎

جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّکُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ الآیة تو مشرکین نے کہا ملائکہ، حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر کو بھی اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا جاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ الآیة بیشک وہ جن کیلئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں)

قرآن میں اہل کتاب اور مشرکین کے احکام

ثانیاً یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ یقیناً مشرکین ہیں اور قرآن عظیم نے اہل کتاب کو مشرکین سے جدا کیا، ان کے احکام ان سے جدا رکھے، ان کی عورتوں سے نکاح صحیح ہے مشرکہ سے باطل، ان کا ذبیحہ حلال ہوجائے گا ان کا مردار۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:

لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡکِتٰبِ وَالۡمُشۡرِکِیۡنَ مُنۡفَکِّیۡنَ حَتّٰی

تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ۲ ○ ۔

کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس دلیل نہ آئے۔ (ت)

ا ۔ المستدرک کتاب التفسیر تفسیر سورۂ انبیاء دارالفکر بیروت ۲ / ۳۸۵ ۲ ۔ القرآن الکریم ۹۸ / ۱

وَقَالَ تَعَالٰی:

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ط اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ۱ ○ ۔

بیشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہی تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔ (ت)

وَقَالَ تَعَالٰی:

مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ ط ۲ ۔

وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک، وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس سے۔ (ت)

وَقَالَ تَعَالٰی:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَھُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا ج وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَھُمْ مَّوَدَّۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰی ط ۳ ۔

ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جنہوں نے کہا کہ بیشک ہم نصاریٰ ہیں۔

وَقَالَ تَعَالٰی:

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ط وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ ص وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ ز وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ

اَلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ ۴؎

آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے

ا؎ القرآن الکریم ۹۸/۶ ۲؎ القرآن الکریم ۲/۱۰۵

۳؎ القرآن الکریم ۵/۸۲ ۴؎ القرآن الکریم ۵/۵

حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کیلئے حلال ہے اور پارسا عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی۔ (ت)

وَلَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکٰتِ حَتّٰی یُؤْمِنَّ ط ا؎

اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں۔ (ت)

جب قرآن عظیم یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ میں نصاریٰ کو داخل نہیں فرماتا اس اَلَّذِیْنَ میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کیونکر داخل ہو سکیں گے؟

جنہیں وہ پوجتے ہیں وہ بت ہیں

(ثالثاً سورت مکیہ ہے اور سوائے عاصم، قراء سبعہ کی قرأت تَدْعُوْنَ بہ تائے خطاب، تو بُت پرست ہی مراد ہیں اور اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ اَصْنَامٌ (جنہیں وہ پوجتے ہیں وہ بت ہیں۔ ت)

"اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ج" (مردے ہیں زندہ نہیں) مطلب بت ہیں

(رابعاً خود آیۂ کریمہ طرح طرح دلیلِ ناطق کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء عموماً اور حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خصوصاً مراد نہیں، جہاں فرمایا اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ج ا؎ (مردے ہیں زندہ نہیں۔ ت) اموات سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ پہلے زندہ تھے پھر موت لاحق ہوئی لہٰذا ارشاد ہوا: غَیْرُ اَحْیَآءٍ ج یہ وہ مردے ہیں کہ نہ اب تک زندہ ہیں نہ کبھی تھے نرے جماد ہیں، یہ بتوں ہی پر صادق ہے۔ تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے:

حَیْثُ کَانَ بَعْضُ الْاَمْوَاتِ مِمَّا یَعْتَرِیْہِ الْحَیَاۃُ سَابِقًا اَوْ لَاحِقًا کَاَجْسَادِ

الْحَیَوَانِ وَالنُّطَفِ الَّتِیْ یُنْشِئُھَا اللّٰہ تَعَالٰی حَیَوَانًا اُحْتُرِزَ عَنْ ذٰلِکَ فَقِیْلَ غَیْرُ اَحْیَآءٍ اَیْ لَایَعْتَرِیْھَا الْحَیٰوۃُ اَصْلًا فَھِیَ اَمْوَاتٌ عَلَی الْاِطْلَاقِ۔ ۲؎

بعض اموات وہ تھے جنہیں زندگی حاصل تھی جیسے مردہ حیوان کا جسم، اور بعض

۱؎ القرآن الکریم ۲/۲۲۱ ۱؎ القرآن الکریم ۱۶/۲۱

وہ ہیں جنہیں زندگی ملنے والی ہے مثلاً نطفہ جسے اللہ تعالیٰ مستقبل میں حیوان بنائے گا اس لئے ایسے اموات سے احتراز کیا اور فرمایا: غیر احیاء یعنی یہ وہ اموات ہیں جنہیں زندگانی (ماضی یا مستقبل میں) بالکل حاصل نہیں لہٰذا یہ علی الاطلاق اموات ہیں)

۲؎ ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) آیۃ ۱۶/۲۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۱۰۶

انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں مردہ نہیں

خامساً رب عزوجل فرماتا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ۙ ۱؎

خبردار! شہیدوں کو ہرگز مردہ نہ جانیو بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں، اللہ نے جو اپنے فضل سے دیا اس پر خوش ہیں۔

اور فرماتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ ۲؎

جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تمہیں خبر نہیں۔

محال ہے کہ شہید کو تو مردہ کہنا حرام، مردہ سمجھنا حرام، اور انبیاء معاذ اللہ مردے کہے سمجھے جائیں، یقینا قطعاً ایماناً وہ احیاء غیر اموات (زندہ ہیں مردے نہیں۔ت) ہیں نہ کہ عیاذاً باللہ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ؕ (مردے ہیں زندہ نہیں۔ت)، جس وعدۂ الٰہیہ کی

تصدیق کیلئے ان کو عروضِ موت ایک آن کیلئے لازم ہے قطعاً شہداء کو بھی لازم ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط ۳؎ (ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ت) پھر جب یہ احیآء غیر اموات ہیں وہ یقیناً ان سے لاکھوں درجے زائد احیاء غیر اموات ہیں نہ کہ اَمْوَاتٌ غَیْرُ

۱؎ القرآن الکریم ۳/۱۶۹و۱۷۰ ۲؎ القرآن الکریم ۲/۱۵۴

۳؎ القرآن الکریم ۲۱/۳۵

اَحْیَآءٍ ج)

"وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○" سے مراد بت ہیں

(سادساً آیۂ کریمہ میں وَهُمْ قَدْ خُلِقُوْا بصیغۂ ماضی نہیں بلکہ وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○ ۱؎ بصیغۂ مضارع ہے کہ دلیل تجدد واستمرار ہو یعنی بنائے گھڑے جاتے ہیں اور نئے نئے بنائے گھڑے جائیں گے، یہ یقیناً بت ہیں)

لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا (وہ کوئی چیز نہیں بناتے) کی تفسیر

سابعاً آیۂ کریمہ میں ان سے کسی چیز کی خلق کا سلب کلی فرمایا کہ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا ۲؎ (وہ کوئی چیز نہیں بناتے۔ت)

اور قرآن عظیم نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے بعض اشیاء کی خلق ثابت فرمائی، وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ ۳؎ (اور جب تو مٹی سے پرند کی مورت بناتا۔ت) اور ایجاب جزئی نقیض سلب کلی ہے تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صادق نہیں)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتے بھی وفات پائیں گے

نامناسب سے قطع نظر ہو تو اموات قضیۂ مطلقہ عامہ ہے یا دائمہ، بر تقدیر ثانی یقیناً انس وجن وملک سے کوئی مراد نہیں ہوسکتا کہ ان کیلئے حیات بالفعل ثابت ہے نہ کہ ازل سے ابد تک دائم موت، بر تقدیر اول قضیہ کا اتنا مفاد کہ کسی نہ کسی زمانے میں ان کو موت عارض ہو، یہ ضرور عیسیٰ وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کیلئے ثابت، بیشک ایک وقت وہ آئے گا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پائیں گے اور روزِ قیامت ملائکہ کو بھی موت ہے، اس سے یہ کب

ثابت ہوا کہ موت ہو چکی، ورنہ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ میں ملائکہ بھی داخل ہیں، لازم کہ وہ بھی مر چکے ہوں، اور یہ باطل ہے۔ تفسیر انوار التنزیل میں ہے:

(اموات) حالًا اَوْ مالًا غَیْرُ اَحْیَاءٍ بِالذَّاتِ لِیَتَنَاوَلَ کُلَّ مَعْبُوْدٍ۔ [۴]

---

۱ و ۲ القرآن الکریم ۱۶/ ۲۰ ۳ القرآن الکریم ۵/ ۱۱۰

۴ انوار التنزیل (تفسیر بیضاوی) آیۃ ۱۶/ ۲۱ مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۷۰

مردے حال میں یا آئندہ غیر زندے بالذات تاکہ ہر معبود کو شامل ہو۔ (ت)

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے:

فَالْمُرَادُ مَا لَا حَیٰوۃَ سِوَآءٌ کَانَ لَہٗ حَیٰوۃٌ ثُمَّ مَاتَ کَعُزَیْرٍ اَوْ سَیَمُوْتُ کَعِیْسٰی وَ الْمَلٰئِکَۃِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ اَوْ لَیْسَ مِنَ الْحَیٰوۃُ کَالْاَصْنَامِ۔ [۱]

یعنی ان اموات سے عام مراد ہے خواہ اس میں حیات کی قابلیت ہی نہ ہو جیسے بت، یا حیات تھی اور موت عارض ہوئی جیسے عزیر، یا آئندہ عارض ہونے والی ہے جیسے عیسیٰ و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

منکرین دیکھیں کہ ان کا شبہہ ہر پہلو پر مردود ہے۔ و اللہ الحمد)

شبہہ دوم: لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَ النَّصَارٰی [۱] (اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے۔ ت)

اقول وَ الْمِرْزَائِیَّۃُ لَعَنَھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا (میں کہتا ہوں کہ مرزائیوں پر بھی بڑی لعنت ہو)

کیا ہر نبی کی قبر کو یہود و نصاریٰ نے مسجد بنایا

(اولاً اَنْبِیَآئِہِمْ [۲] میں اضافت استغراق کیلئے نہیں کہ موسیٰ سے یحییٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام تک ہر نبی کی قبر کو یہود و نصاریٰ سب نے مسجد کر لیا ہو، یہ یقیناً غلط ہے، جس طرح وَ قَتْلِھِمُ الْاَنْبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ [۳] (انہوں نے انبیاء کو ناحق شہید کیا۔ ت) میں اضافت و لام کوئی استغراق کا نہیں کہ نہ سب قاتل اور نہ سب انبیاء شہید کئے، قال تعالیٰ:

فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝ [۴]

انبیاء کے ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کرتے ہو۔ (ت)

ا؎ عنایۃ القاضی حاشیۃ الشہاب علیٰ تفسیر البیضاوی آیۃ ۱۶/ ۲۱ دار صادر بیروت ۵/ ۳۲۲
۲؎ و ۳؎ صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ما یکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۷۷
۴؎ القرآن الکریم ۴/ ۱۵۵ ۴؎ القرآن الکریم ۲/ ۸۷

اور جب استغراق نہیں تو بعض میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا داخل کرلینا ادعائے باطل ومردود ہے، یہود کے سب انبیاء نصاریٰ کے بھی انبیاء تھے، یہود ونصاریٰ کا ان میں بعض قبورِ کریمہ کو (مسجد بنالینا) صدقِ حدیث کیلئے بس اور اس سے زیادہ مرتدین کی ہوس۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں یہ اشکال ذکر کرکے نصاریٰ کے انبیاء کہاں ہیں، ان کے تو صرف ایک عیسیٰ نبی تھے ان کی قبر نہیں، ایک جواب یہی دیا جو بتوفیقہ تعالیٰ ہم نے ذکر کیا کہ:

اَوِ الْمُرَادُ بِالْاِتِّخَاذِ اَعَمُّ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ اِبْتِدَاعًا اَوْ اِتِّبَاعًا فَالْیَھُوْدُ اِبْتَدَعَتْ وَالنَّصَارٰی اِتَّبَعَتْ، وَلَا رَیْبَ اَنَّ النَّصَارٰی تُعَظِّمُ قُبُوْرَ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ الَّذِیْنَ تُعَظِّمُھُمُ الْیَھُوْدُ۔ ا؎

انبیاء کی قبروں کو مسجد بنانا عام ہے کہ ابتداءً ہو یا کسی کی پیروی میں، یہودیوں نے ابتداء کی اور عیسائیوں نے پیروی کی، اور اس میں شک نہیں کہ نصاریٰ بہت سے ان انبیاء کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں جن کی یہودی تعظیم کرتے ہیں)

یہود ونصاریٰ کا انبیاء اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا

(ثانیاً امام حافظ الشان (ابن حجر) نے دوسرا جواب یہ دیا کہ اس روایت میں اقتصار واقع ہوا، واقع یہ ہے کہ یہود اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد کرتے اور نصاریٰ اپنے صالحین کی قبروں کو، ولہٰذا صحیح بخاری حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں دربارۂ قبورِ انبیاء تنہا یہود کا نام ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ اِتَّخَذُوْا

قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔ ۲؎

۱؎ فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ دار المعرفۃ بیروت ۱ / ۴۴۴

۲؎ صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۶۲

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا۔

اور صحیح بخاری حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا میں جہاں تنہا نصاریٰ کا ذکر تھا صرف صالحین کا ذکر فرمایا، انبیاء کا نام نہ لیا کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُولٰٓئِکَ قَوْمٌ اِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ اَوِ الرِجَل الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَّ صَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْکَ الصُّوَرَ۔ ۱؎

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نصاریٰ وہ قوم ہے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہوجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنالیتے اور اس میں تصویریں بناتے۔

اور صحیح مسلم حدیث جندب رضی اللہ عنہ میں یہود و نصاریٰ دونوں کو عام تھا انبیاء و صالحین کو جمع فرمایا کہ:

سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا وَمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدًا۔ ۲؎

میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیتے تھے۔

ژ ہمیشہ جمع طرق سے معنیٔ حدیث کا ایضاح ہوتا ہے۔

قادیانیوں کی ایک اور چالاکی

ثالثاً اقول چالاکی بھی سمجھئے! یہ فقط قبر عیسیٰ ثابت کرنا نہیں بلکہ اس میں بہت اہم راز مضمر ہے، قادیانی مدعی نبوت تھا اور سخت جھوٹا کذاب جس کے سفید چمکتے ہوئے جھوٹ وہ

محمدی والے نکاح، اور انبیاء کے چاند والے بیٹے قادیان وقادیانیہ کے محفوظ از طاعون رہنے کی پیشین گوئیاں وغیرہا ہیں، اور ہر عاقل جانتا ہے کہ نبوت اور جھوٹ کا اجتماع محال، اس

ا ـ صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۶۲

سے قادیانی کا سارا گھر ہر عاقل کے نزدیک گھروندا ہوگیا اس لئے فکر ہوئی کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ جھوٹا ثابت کریں کہ قادیانی کذاب کی نبوت بھی بن پڑے۔

مرزا قادیانی کے کروڑہا کفر

اس کا علاج خود قادیانی نے اپنے ازالۂ اوہام ص: ۶۲۹ پر یہ کیا کہ ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے، یہ اس مرتد کے اکٹھے چار سو کفر کہ ہر نبی کی تکذیب کفر ہے، بلکہ کروڑوں کفر ہیں کہ ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء اللہ کی تکذیب ہے، قال اللہ تعالٰی: **كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ** ۱ ؀ (نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ (ت)

تو اس نے چار سو ہر نبی کی تکذیب کی، اگر انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں ۱ تو قادیانی کے چار کروڑ چھیانوے لاکھ کفر، اور اگر دو ۲ لاکھ چوبیس ہزار ہیں ۲ تو یہ اس کے آٹھ کروڑ چھیانوے لاکھ کفر ہیں، اور اب ان مرزائیوں نے خود یا اسی سے سیکھ کر اندراجِ کفر میں اور ترقی معکوس کرکے اسفل سافلین میں پہنچنا چاہا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کا جھوٹ ثابت کریں)

ا ـ القرآن الکریم ۲۶ / ۱۰۵

ا ـ کمارواہ احمد وابن حبان والحاکم والبیھقی وغیرھم عن ابی ذر وھٰؤلاء وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما ۱۲ منہ غفرلہ (م)

جیسا کہ احمد، ابن حبان، حاکم، بیہقی وغیرہم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے نیز انہوں نے اور ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

۲؎ کمافی روایۃ علٰی مافی شرح عقائد النسفی للتفتازانی قال خاتم الحفاظ لم اقف علیہا ۱۲ منہ غفرلہ (م)

جیسا کہ دوسری روایت میں ہے جس کو علامہ تفتازانی نے شرح عقائد نفسی میں ذکر فرمایا، خاتم الحفاظ نے فرمایا میں اس پر واقف نہیں ہوا ۱۲ منہ (ت)

۱؎ مسند احمد بن حنبل حدیث ابوامامۃ الباہلی دار الفکر بیروت ۵/ ۲۶۶

۲؎ شرح عقائد النسفی دار اشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص: ۱۰۱

مرزا قادیانی کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دروغ گوئی کا الزام

اس حدیث کے یہ معنی گھڑے کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کو مسجد کرلیا، یہ صریح سپید جھوٹ ہے، نصاریٰ ہرگز مسیح کی قبر ہی نہیں مانتے اسے مسجد کرلینا تو دوسرا درجہ ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ دیکھو مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کے دشمنوں) نے (خاک بدہن ملعونان) کیسی صریح جھوٹی خبر دی پھر اگر ہمارا قادیانی نبی جھوٹ کے پھنکے اڑاتا تھا تو کیا ہوا قادیانی مرتدین کا اگر یہ مطلب نہیں تو جلد بتائیں کہ نصاریٰ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کب مانتے ہیں، کہاں بتاتے ہیں، کس کس نصرانی نے اس قبر کو مسجد کرلیا جس کا مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر کیا، اس مسجد کا روئے زمین پر کہیں پتا ہے؟ ان نصرانیوں کا دنیا کے پردے پر کہیں نشان ہے؟ اور جب یہ نہ بتا سکو اور ہرگز نہ بتا سکو گے تو اقرار کرو کہ تم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذمے معاذ اللہ دروغ گوئی کا الزام لگانے کو حدیث کے یہ معنی گھڑے) اور:

قرآنی فیصلے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّلَہُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۱؎ ○

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (ت)

کی گہرائی میں پڑے الا لعنۃ اللہ علی الظلمین، کیوں، حدیث سے موتِ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر استدلال کا مزا چکھا؟

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۲ ؎

واللہ تعالٰی اعلم۔

مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ (ت) واللہ تعالٰی اعلم)

ا ؎ القرآن الکریم ۳۳ / ۵۷ ۲ ؎ القرآن الکریم ۶۸ / ۳۳

کتب العبد المذنب

احمد رضا البریلوی عفی عنہ

بمحمد المصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ و اٰلہ وسلم

★★★★★★★

کتب پر تبصرہ

''ماہنامہ فیضانِ مدینہ'' (دعوتِ اسلامی) میں مرد وعورت، طلبہ وطالبات، بچوں، تجارت پیشہ اور تنظیمی ذمہ داران الغرض کئی شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں کے لئے دلچسپی کا سامان ہے۔ ''ماہناہ فیضانِ مدینہ'' میں (1) تفسیر قرآن کریم (2) حدیث شریف اور اس کی شرح (3) مدنی مذاکرے کے سوال جواب (4) اشعار کی تشریح (5) مکتوباتِ امیر اہلِ سنت (6) اسلام کی روشن تعلیمات (7) نوجوانوں کے مسائل (8) اسلامی عقائد و معلومات (9) بزرگوں کو یاد رکھئے (10) معاشرے کے ناسور (11) مدنی کلینک (12) دعوتِ اسلامی کی مدنی خبریں اور (13) تجارت کے اہم موضوعات پر ''احکامِ تجارت'' سمیت 40 سے زائد سلسلے شامل ہوتے ہیں۔ 66 صفحات پر مشتمل ''ماہنامہ فیضانِ مدینہ'' کے رنگین شمارے کا ہدیہ 60 روپے اور سادہ شمارے کا ہدیہ صرف 35 روپے ہے۔ ''ماہنامہ فیضانِ مدینہ'' کی وسیع اشاعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ الحمد للہ عزوجل جنوری 2017ء / ربیع الآخر 1438ھ سے فروری 2018ء / جمادی الاخریٰ 1439ھ تک 14 ماہ میں تقریباً 12 لاکھ 26 ہزار کی تعداد میں شائع ہوا ہے جو کسی بھی اسلامی

ماہنامے کی اشاعت کے حوالے سے ایک ریکارڈ ہے، جبکہ بذریعہ انٹرنیٹ وسوشل میڈیا مطالعہ کرنیوالوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ اس لنک www.dawateislami.net/magazine سے ''ماہنامہ فیضانِ مدینہ'' کو آن لائن پڑھنے کے ساتھ ساتھ ڈاؤن لوڈ بھی کیا جاسکتا ہے۔

ایڈریس: آفس ''ماہنامہ فیضانِ مدینہ'' عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ کراچی

شاہکار تراجم

ترتیب خلیل احمد رانا

امام عاشقاں مولانا احمد رضا خاں سنی حنفی قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترجمہ قرآن (کنزالایمان) کے تراجم پر عموماً یہ اعتراضات کئے ہیں:

(۱) اعتراض

اس اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کا ترجمہ سابقہ تمام تفاسیر اور تراجم کے بالکل مخالف ہے، لیکن معترض نے اس الزام کے ثبوت میں کسی تفسیر کا حوالہ نہیں دیا، پھر آخر میں مولوی محمود الحسن دیوبندی کا ترجمہ دیا ہے کہ ”تو کہہ میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں“ اور کہا کہ یہ ترجمہ عربی گرائمر اور سابقہ تمام تراجم اور تفاسیر کے عین مطابق ہے، معترض کا یہ دعویٰ تو قارئین کو ہمارا جواب پڑھ کر معلوم ہو جائے گا کہ خود ان کے دیوبندی مولویوں کا ترجمہ ہی اس کے مخالف ہے اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ مولوی محمود الحسن کا ترجمہ تمام تفاسیر کے عین مطابق ہے یا نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُل لَّآ أَقُولُ لَكُمْ عِندِى خَزَآئِنُ ٱللَّهِ وَلَآ أَعْلَمُ ٱلْغَيْبَ وَلَآ أَقُولُ لَكُمْ إِنِّى مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَىَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى ٱلْأَعْمَىٰ وَٱلْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ۔ (سورۃ الانعام: آیت ۵۰)

(ترجمہ) تم فرمادو میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ

یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں
میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے،
اندھے اور انکھیارے تو کیا تم غور نہیں کرتے۔

اس مقام پر امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہٗ کے ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے نفئ قول ہے یعنی کہنے کی نفی ہے کہ میں نہیں کہتا، اور ذاتی طور پر علم غیب جاننے کی نفی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ سے عطا ہونے والے علم غیب عطائی کی نفی، لیکن اس کے برعکس مولوی محمود الحسن کے ترجمہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم کے مطلقاً علم غیب جاننے کی نفی ہو رہی ہے جو کہ درست نہیں، یہاں تو قول کی نفی ہو رہی ہے یعنی خود بخود علم غیب جاننے کی۔

آیت مذکورہ بالا کا پس منظر یہ ہے کہ کفار، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے طرح طرح کے سوال کرتے تھے، کبھی کہتے اگر آپ رسول ہیں تو ہمیں بہت سا سامان دیجئے، کبھی کہتے مستقبل کی خبریں بتایئے تاکہ ہم منڈیوں کے بھاؤ معلوم کرسکیں، ہم نفع حاصل کریں اور نقصان سے بچیں اور کبھی کہتے آپ کیسے رسول ہیں کہ کھاتے پیتے بھی ہیں اور نکاح بھی کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

کفار کے اِن سوالات کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ بالا نازل فرمائی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا آپ ان لوگوں کو بتا دیں کہ میں نے کب خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے کہ میں تمھیں خزانے دوں یا تمھیں اپنے آپ غیب کی خبریں بتاؤں اور میں نے کب یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں فرشتہ ہوں تاکہ کھانے پینے، نکاح اور شادی وغیرہ سے اجتناب کروں، لہذا اس آیت کا مفاد یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے الوہیت اور ملکیت کا دعویٰ نہیں کیا۔

اَب یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ دو جگہ ''لا اقول'' کا لفظ ہے اور ایک جگہ صرف ''لا'' ہے ''اقول'' نہیں ہے اور اسی کو بنیاد بنا کر اُردو تراجم میں ''و لا اعلم الغیب'' کے معنیٰ ''میں غیب نہیں جانتا'' کئے گئے ہیں، جس سے ایک خرابی یہ لازم آتی ہے کہ مولوی محمود الحسن کا ترجمہ کی مدعائے قرآنی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے الوہیت وملکیت کے دعویٰ کی نفی، سے مطابقت نہیں کیونکہ محض غیب دانی سے الوہیت کی نفی نہیں ہوتی۔ بلکہ نفئ الوہیت،

دعویٰ علم کی نفی سے ہوگی۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ مولوی محمود الحسن کے ترجمہ کے مطابق علم غیب کی نفی لازم آتی ہے ذاتی ہو یا عطائی، اس صورت میں اِن تمام علوم غیبیہ کا انکار لازم آئے گا جو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے اور جن کے ذکر سے کتب احادیث بھری پڑی ہیں، اِن خرابیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مفسرین کرام نے فرمایا کہ یہاں (ولا اعلم الغیب میں) علم غیب کی نفی نہیں، دعویٰ کی نفی ہے، لہذا امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کا ترجمہ منشاء قرآنی کے عین مطابق اور تفاسیر معتبرہ کے موافق ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اس ترجمہ میں علم غیب کے دعویٰ کی نفی کا قول کیا اور ترجمہ میں ''اپنے آپ'' کی قید لگا کر علم غیب ذاتی کی نفی فرمائی اور علم عطائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کیا۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے ترجمہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نفی قول ہے یعنی کہنے کی نفی ہے نہ کہ عطائی کی، لیکن اس کے برعکس دوسرے تراجم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مطلقاً غیب کی نفی ہو رہی ہے حالانکہ یہ درست نہیں، یہاں قول کی نفی ہے۔

ذیل میں تفاسیر کی عبارات پیش کی جاتی ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ علم غیب کی نفی نہیں بلکہ اس کے دعویٰ کی نفی ہے۔

تفسیر مدارک میں امام نسفی لکھتے ہیں:

''ولا اعلم الغیب النصب عطف علی محل عندی خزائن اللہ لانہ من جملۃ المقول کانہ قال لا اقول لکم ھذا القول ولا ھذا القول ولا اقول لکم انی ملک ای لا ادعی ما یستعبد فی العقول ان یکون بشر ممن ملک خزائن اللہ وعلم الغیوب ودعویٰ الملکیۃ وانما ادعی ما کان لکثیر من البشر وھو النبوۃ''۔

''لا اعلم الغیب جملہ محل نصب میں ہے کیونکہ اس کا عطف عندی خزائن اللہ کے محل پر ہے اور وہ بھی محل نصب میں ہے کیونکہ وہ جملہ اقول کا مقولہ ہے لہذا مقصد یہ ہوا کہ تمام معطوف اور معطوف علیہ مقولہ ہیں کہ میں نہ یہ کہتا ہوں اور نہ یہ، ولا اقول لکم انی ملک کی تفسیر میں بھی یہ بیان کرتے ہیں کہ میں

یہ دعویٰ نہیں کرتا جو انسانی عقل سے بعید ہو کہ ایک بشر کے پاس اللہ کے خزانے ہوں اور علم غیب رکھتا ہو اور فرشتہ ہونے کا دعویدار ہو بلکہ میں وہ دعویٰ کرتا ہوں جو پہلے بھی کثیر حضرات نے دعویٰ نبوت کیا ہے''۔

(تفسیر مدارک التنزیل، مطبوعہ بیروت، ص ۵۰۵)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

''ولا اعلم الغیب عطف علی ''عندی خزائن اللہ'' ولا، زائدۃ یعنی لا اقول لکم اعلم الغیب مالم یوح الیّ''۔

یعنی ''ولا اعلم اغیب'' کا ''عندی خزائن اللہ'' پر عطف ہے (اور یہ لا اقول کے تحت داخل ہے) ''لا'' زایدہ ہے یعنی میں تمہیں نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں جب تک مجھے وحی نہ ہو۔ (قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، ج ۳، ص ۲۸۸)

ابوالسعود محمد بن عمادی فرماتے ہیں:

''عطف علی محل عندی خزائن اللہ ای ولا ادعی ایضاً انی اعلم الغیب من افعالہ تعالیٰ حتیٰ تساء لونی عن وقت الساعۃ او وقت نزول العذاب او نحوھما''

(ولا اعلم الغیب کا) ''عندی خزائن اللہ'' کے محل پر عطف ہے یعنی میں دعویٰ نہیں کرتا کہ (میں ذاتی طور پر) اللہ تعالیٰ کے افعال غیبیہ جانتا ہوں تاکہ تم مجھ سے وقت قیامت، نزول عذاب یا اس قسم کا کوئی اور سوال کرو۔

(محمد بن محمد ابوالسعود: تفسیر ابوالسعود: ج ۳، ص ۱۳۶)

قاضی بیضاوی علیہ الرحمہ علم غیب کی ذاتی اور عطائی علم میں تقسیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علم ذاتی کی نفی کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

''ولا اعلم الغیب مالم یوح الی ولم ینصب علیہ دلیل''

یعنی میں اس وقت تک غیب نہیں جانتا جب تک مجھ پر وحی نہ ہو اور اس (علم) پر کوئی دلیل قائم نہ ہو۔

(احمد بن محمد شہاب الدین خفاجی، حاشیہ الشہاب علی البیضاوی، ج ۴، ص ۶۵)

اسی تفسیر بیضاوی کے حاشیہ ''الشہاب'' میں ہے:

''**ویحتمل انه مقول اقول لا قل ولذا قیل لو قال المصنف رحمه الله من جملة مالا یقول کان اوضح وکلمة لا حینئذ فی لا اعلم مذکرة للنفی لا نافیة ولم یجعل من مقول قل لان المقصود نفی دعوی علم الغیب ودعویٰ مالکیة خزائن الله تعالیٰ لیکونا شاهدین علی نفی دعوی الالوهیة**''۔

یہ بھی احتمال ہے کہ ''ولا اعلم الغیب'' ''اقول'' کا مقولہ ہو ''قُل'' کا نہ ہو، لہذا اگر مصنف (قاضی بیضاوی) اسے عدم دعویٰ سے قرار دیتے تو بات واضح ہوتی اس وقت ''لا اعلم'' میں کلمہ ''لا'' نفی کی یاد دلانے والا ہوگا، نافیہ نہ ہوگا (یعنی علم غیب کی نفی نہ کرے گا) اور یہ مقولہ سے قرار نہیں پائے گا کیونکہ مقصود دعویٰ علم غیب اور مالکیت خزائن اللہ کے دعویٰ کی نفی ہے تاکہ یہ دونوں باتیں دعویٰ الوہیت کی نفی پر شاہد بن جائیں۔

(احمد بن محمد شہاب الدین خفاجی، حاشیہ الشہاب علی البیضاوی، ج ۴، ص ۶۵)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''**ای ولا ادعی کونی موصوفا بعلم الله تعالیٰ وبجموع هذین الکلامین حصل انه لایدعی الالوهیة**''۔

یعنی میں اللہ تعالیٰ کے علم سے موصوف ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا اور ان دو کلاموں (اللہ تعالیٰ کے خزائن اور علم غیب کے دعویٰ کی حضور علیہ السلام سے نفی) کے مجموعہ کا ماحاصل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم الوہیت کا دعویٰ نہیں فرماتے۔ (فخر الدین رازی: تفسیر کبیر: جلد ۱۲: ص ۲۳۱)

سیّد محمود آلوسی بغدادی فرماتے ہیں:

''**عطف علی محل عندی خزائن الله فهو مقول اقول ایضاً**''۔

(یعنی ''لا اعلم الغیب'' کا) ''عندی خزائن الله'' پر عطف ہے اور یہ بھی لا اقول کا مقولہ ہے (یعنی میں نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں)۔

(سیّد محمود آلوسی: تفسیر روح المعانی: جلد ۷: ص ۱۳۴)

مزید لکھتے ہیں:

”لا فائدة فی الاخبار بانی لا اعلم الغیب و انما الفائدة فی الاخبار بانی لا اقول ذلک لیکون نفیا لا دعاء الامرین اللذین هما من خواص الالهیة لیکون المعنی انی لا ادعی الالهیة“۔

اس بات کی خبر دینے میں کہ میں غیب نہیں جانتا، کوئی فائدہ نہیں، فائدہ اس بات کی خبر دینے میں ہے کہ میں (غیب دانی کا) دعویٰ نہیں کرتا تاکہ ان دو باتوں کی نفی ہوجائے جو الوہیت کا خاصہ ہیں اور ثابت ہو کہ میں الوہیت کا دعویٰ نہیں کرتا۔

امام ناصر الدین ابی الخیر عبداللہ بن عمر شافعی بیضاوی نے بھی تفسیر بیضاوی میں یہی مفہوم لکھا کہ

”ولا اعلم الغیب“ ما لم یوح الی ولم ینصب علیه دلیل وهو من جملة المقول۔

یعنی اور میں غیب نہیں جانتا اس سے مراد یہ ہے کہ جس غیب کی میری طرف وحی نہ کی جائے یا جس غیب پر دلیل (عقلی یا سمعی) قائم نہ ہو۔

(انوار التنزیل واسرار التاویل تفسیر بیضاوی، طبع بیروت، ص ۱۶۳)

علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد الحنفی نے بھی حاشیہ القونوی علی البیضاوی میں یہی مفہوم بیان کیا۔ (حاشیہ القونوی علی تفسیر الامام البیضاوی، مطبوعہ بیروت، ص ۱۰۷)

علامہ ابی حیان اندلسی نے بھی تفسیر البحر المحیط میں یہی مفہوم لکھا۔

(تفسیر البحر المحیط، مطبوعہ بیروت، ص ۱۳۶)

علامہ ابن جار اللہ زمخشری نے بھی یہی مفہوم لکھا:

(تفسیر الکشاف، جز ثانی، ص ۳۴۸)

حافظ ابن کثیر دمشقی نے بھی ذاتی علم غیب کی نفی کی ہے:

(تفسیر ابن کثیر: جز الثالث، ص ۲۵۸)

علامہ شیخ محمد نووی مکی نے بھی لکھا ہے کہ اس آیت میں دعویٰ کی نفی ہے۔

(تفسیر مراح البید: طبع ۱۳۰۵ھ، ص۲۲۹)

علامہ احمد مصطفیٰ مراغی نے بھی لکھا ہے کہ یہاں دعویٰ نفی ہے۔

(تفسیر المرغی: جز سابع: ص۱۳۱، ۱۳۲)

علامہ وھبۃ الزحیلی نے بھی اس آیت کے تحت علم ذاتی کی نفی کی ہے۔

(تفسیر الوسیط: ص۵۵۳)

امام الخطیب الشربینی نے بھی دعویٰ الوہیت وملکیت کی نفی کی ہے۔

(تفسیر سراج المنیر: ص۴۰۳)

علامہ ابن جریر طبری نے بھی لکھا کہ یہاں دعویٰ کی نفی ہے۔

(تفسیر جامع البیان طبری، جز تاسع، ص۲۵۶)

امام ابی عبداللہ بن محمد عرفہ نے بھی یہی لکھا کہ یہاں قول کی نفی ہے۔

(تفسیر ابن عرفہ، مطبوعہ بیروت، ص۱۵۷)

امام جلال الدین محلیٰ اور امام جلال الدین سیوطی نے بھی تفسیر جلالین میں یہی لکھا کہ یہاں خود جاننے کی نفی ہے۔ (تفسیر جلالین، مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت، ص۱۳۳)

علامہ محمد بن عبدالرحمن شیرازی شافعی لکھتے ہیں کہ ولا اعلم الغیب کا عندی خزائن اللہ پر عطف ہے۔ یعنی میں تمہیں نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں۔

(تفسیر جامع البیان، مطبوعہ بیروت، جز اوّل، ص۵۳۵)

غیر مقلد مولوی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے بھی یہی لکھا کہ اس آیت میں دعویٰ کی نفی ہے۔ (تفسیر فتح البیان، جز رابع، مطبوعہ بیروت، ص۱۴۵، ۱۴۶)

علمائے دیوبند نے بھی اس آیت کو اس پر محمول کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلقاً غیب کی نفی نہیں کی گئی بلکہ مستقل اور بالذات علم کی نفی کی گئی ہے یا تمام معلومات کی نفی کی گئی ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

''اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں''۔ (بیان القرآن، مطبوعہ ملتان، ص۲۸۳)

یعنی بعض علم غیب اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانتا ہوں، تھانوی صاحب نے اپنے ترجمہ میں مطلقاً علم غیب جاننے کی نفی نہیں کی بلکہ ان کے ترجمہ سے بعض علم غیب جاننا ثابت ہورہا ہے، اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کا عقیدہ بریلوی عقیدہ ہے تو تھانوی صاحب کے لئے بھی وہی الفاظ استعمال کردیں جو کہ مظلوم امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے لئے کئے ہیں۔ دیوبندی معترض سے سوال ہے کہ یہ لفظ ''تمام'' کس عربی لفظ کا ترجمہ ہے؟

مولوی شبیر احمد عثمانی نے بھی اپنی تفسیر میں یہی بات کی، لکھتے ہیں:

''یا تمام معلومات غیبیہ وشہادیہ پر خواہ ان کا تعلق فرائض رسالت سے ہو یا نہ ہو، اس کو مطلع کردیا گیا ہے کہ جو کچھ تم پوچھو وہ فوراً بتلا دیا کرے''۔

(تفسیر عثمانی، مطبوعہ کراچی، ص ۶۱۵)

یہاں بھی خود تمام معلومات غیبیہ جاننے کا انکار ہے، بعض علوم غیبیہ جاننے کا انکار نہیں یعنی مطلقاً علم غیب جاننے کی نفی نہیں۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی (کراچی) نے بھی یہی بات لکھی ہے:

''اور نہ میں تمام غیب کی چیزوں کو جانتا ہوں (جو اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے)''۔

یہاں بھی تمام غیب کی چیزوں کو جاننے کی نفی ہے، مطلقاً عطائی غیب جاننے کی نفی نہیں۔

مولوی عبدالقیوم دیوبندی نے ''ولا اعلم الغیب'' کی تفسیر میں لکھا ہے:

''یا تمام معلومات غیبیہ وشہادیہ پر خواہ ان کا تعلق فرائض رسالت سے ہو یا نہ ہو، اس کو مطلع کردیا گیا ہے کہ جو کچھ تم پوچھو وہ فوراً بتلا دیا کرے''۔

(گلدستہ تفاسیر، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، جلد دوم، ص ۳۸۸)

یہاں بھی خود تمام معلومات غیبیہ جاننے کا انکار ہے، بعض علوم غیبیہ جاننے کا انکار نہیں یعنی مطلقاً علم غیب جاننے کی نفی نہیں۔

مطلقاً علم غیب جاننے کی نفی اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو عموماً علم غیب عطا فرمایا ہے، اس سلسلے میں بعض آیات قرآنی

درج ذیل ہیں:

ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ (سورہ آل عمران۔آیت ۴۴)

’’یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں‘‘

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَشَاءُ (سورہ آل عمران۔آیت ۱۷۹)

’’اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے‘‘

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَداً، اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْل (سورہ الجن۔آیت ۲۶،۲۷)

’غیب کا جاننے والا، تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے‘‘۔

امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہٗ کے ترجمہ سے ذاتی علم کی نفی ہے نہ کہ عطائی کی، اس پر تفسیر جمل کو ’’لو کنت اعلم الغیب‘‘ (پارہ ۹) کی تفسیر میں دیکھیں تو خود واضح ہوگا کہ مطلقاً غیب کی نفی نہیں ہوسکتی۔

’’لقائل ان یقول: قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذلک وھو اعظم من معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبین قولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر واجیب انہ یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب المعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی‘‘۔

’’اگر کوئی اعتراض کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت غیبی خبریں دی ہیں اور صحیح احادیث میں اس کا ذکر ہے حالانکہ علم غیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے تو ان احادیث اور قرآن کریم کی اس آیت ’’لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر‘‘ میں مطابقت کیسے ہوگی، اس کا

جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجز وانکساری کے طور پر یہ کہا ہے اور از روئے ادب کہ میں خود غیب نہیں جانتا جب تک مجھے اللہ اس پر مطلع نہ فرمائے اور قدرت نہ دے''۔

تفاسیر کے واضح بیانات سے یہ مقصد بخوبی حاصل ہوا کہ مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں بلکہ از خود غیب جاننے کی نفی ہے، ترجمہ بھی جب ہی صحیح ہوگا جس سے یہ پتا چلے کہ یہاں ذاتی طور پر غیب جاننے کی نفی ہے، امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کا ترجمہ اسی پر دلالت کرتا ہے جس سے دیگر تراجم خالی ہیں۔

قارئین خود ملاحظہ فرمالیں کہ ترجمہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمت کے متعلق معترض کا یہ کہنا کہ ''لا اعلم الغیب'' کا ترجمہ ''اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں'' عربی گرائمر کے اعتبار سے قطعی طور پر صحیح نہیں بلکہ یہ ترجمہ سابقہ تمام تفاسیر اور تراجم کے بالکل مخالف ہے ،قارئین پر واضح ہے کہ یہ اعتراض کہاں تک درست ہے؟

اعتراض ۲

اس اعتراض میں دیوبندی معترض کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ماننا باطل عقیدہ ہے، امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترجمہ قرآن میں '' ظاہر صورت بشری'' کسی قرآنی لفظ کا ترجمہ نہیں، امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے یہ ترجمہ اپنے باطل عقیدہ کے تحفظ کے لئے کیا وغیرہ۔

جواب:

امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ کا ترجمہ قرآن محض لفظی ترجمہ نہیں ہے (قرآن میں ہر جگہ محض لفظی ترجمہ کرنا شرعاً ممکن بھی نہیں ہے) مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کا ترجمہ تفسیری ترجمہ ہے، جو دیگر آیات و احادیث کی روشنی میں کیا گیا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

''قُل لَّوۡ كَانَ فِى الۡاَرۡضِ مَلٰۤٮِٕكَةٌ يَّمۡشُوۡنَ مُطۡمَٮِٕنِّيۡنَ لَنَزَّلۡنَا عَلَيۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوۡلًا'' (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۹۵)

''اگر زمین میں فرشتے ہوتے جو اطمینان سے چلتے پھرتے تو پھر ہم اُن پر آسمان سے فرشتہ رسول بھیجتے''۔

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں، پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ زمین پر چونکہ بشر رہتے ہیں لہذا اُن کی طرف بشر رسول بھیجے گئے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ملک رسول جن پر نازل ہوتے ہیں (یعنی انبیاء کرام) تو اُن کا باطن ملکی (یعنی فرشتوں والا نوری باطن) ہوتا ہے، اور اس کے نتیجے کی تائید میں وہ روایات ہیں جن میں آیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کی نشوونما اہل جنت کی روحوں (ملائکہ) کی طرز پر ہوتی ہے۔ (کنزالعمال حدیث ۳۲۲۵۱، ۳۲۲۵۲، ۳۵۵۶۰)

بخاری و مسلم میں حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''انی لست کھئیتکم'' (بخاری، حدیث ۱۹۶۳۔ مسلم، کتاب الصیام، حدیث ۵۵) یعنی میں حقیقت کے لحاظ سے تم جیسا نہیں ہوں۔

اگر انبیاء کرام کی حقیقت و ہیئت اور باطن ملکی (نوری) نہ تھی تو اُن پر ملک رسول کا نزول کیونکر درست ہوا؟ اس صورت میں تو نزولِ ملائکہ، نزول وحی و کتاب ہی مذکورہ آیت کی رو سے سرے سے درست نہیں رہتا۔ اِن شرعی دلائل کی روشنی میں امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے ترجمہ کیا تھا کہ ''ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں'' اگر چہ اس میں بھی تواضع وانکساری موجود ہے، اس لئے ''تم جیسا'' فرمایا گیا، تمہارے برابر نہیں فرمایا گیا، امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے ترجمہ میں اس مقام پر اعتراض کرنا دیگر نصوص سے آنکھیں بند کرنے کا نتیجہ ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نور اور ظاہر بشریت کے عقیدہ میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ منفرد نہیں بلکہ یہی عقیدہ سلف صالحین کا ہے، علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمہ ''شرح شفا'' میں ''لا یمکن فی سنة اللہ ارسال الملک الا لمن ھو من جنسه او من خصه اللہ کالانبیاء و الرسل'' کے تحت فرماتے ہیں:

''فانھم خلقھم اللہ بأبدان بشریة وأرواح ملکیة ، فکانوا دون غیرھم مستعدین لمقاومة الملک و مخالطة و مخاطبة''۔

(نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض: جز خامس، مطبوعہ بیروت، ص ۱۳۸)

(انبیاء اور رسولوں پر ملائکہ کا نزول اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بدن ظاہر بشری بنائے لیکن ان کے ارواح ملکی یعنی نوری ہیں اسی وجہ سے انبیاء ملائکہ سے میل جول اور خطاب کی طاقت رکھتے ہیں جب کہ انسان اس طاقت سے قاصر ہیں)۔

اسی طرح آگے فرماتے ہیں:

''ظاهره صلى الله عليه وسلم بشرى و باطنه ملكى''

(نسیم الریاض: جز خامس، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ص ۱۴۲)

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر بشری ہیں اور باطنی ملکی ہیں)

مولوی سرفراز خاں صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

''علامہ محمد عابدین الشامی الحنفی (المتوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ بشر کی تین قسمیں ہیں، خواص جیسے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور درمیانے قسم کے جیسے حضرات صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) وغیرہ اور عوام جس طرح دیگر لوگ''۔ (شامی، ج ۱، ص ۴۹۲، طبع مصر)

(نور و بشر: مکتبہ عکاظ، دیوبند: ص ۲۱)

مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں:

''انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بشریت اور ملکیت دونوں کے جامع ہوتے ہیں اور ان کی قوت ملکیت اور روحانیت ملائکہ کی روحانیت سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہوتی ہے''۔ (ماہنامہ قاسم العلوم دیوبند، شمارہ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ، ص ۱۷)

مولوی بدر عالم میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں:

''انبیاء علیہم السلام بشر ضرور ہوتے ہیں مگر اس کا مطلب یہ سمجھنا بھی صحیح نہیں کہ وہ بالکل ایسے ہی بشر ہوتے ہیں جیسے کہ عام بشر ہوا کرتے ہیں بلکہ وہ ان سے اتنے ممتاز بھی ہوتے ہیں کہ اگر بیک وقت دونوں پر نظر ڈالی جائے تو یوں معلوم ہونے لگتا ہے کہ گویا وہ علیحدہ علیحدہ دو صنفوں کے افراد ہیں''۔

(ترجمان السنۃ، جلد سوم، مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور، ص ۲۴۹)

ایک حدیث متفق علیہ کی نقل کی جس کے الفاظ ہیں:
''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' **ایکم مثلی** '' (کیا تم میں کوئی میری طرح ہے؟)

پھر لکھتے ہیں:''پس اسی طرح انبیاء علیہم السلام نفس بشریہ میں گو سب انسانوں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں لیکن پھر ان سے مشک کی طرح ممتاز بھی ہوتے ہیں، صرف اپنی سیرت میں نہیں بلکہ اپنے جسم و جوارح میں بھی اور ان کے خواص میں بھی''۔

(ترجمان السنۃ، جلد سوم، مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور، ص ۲۴۹)

پھر مسلم شریف کی حدیث کے یہ الفاظ لکھے:
''مجھے اپنے اوپر قیاس نہ کرو میں تمہاری طرح نہیں ہوں''

(ترجمان السنۃ، جلد سوم، مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور، ص ۲۵۰)

پھر امام رازی کا قول نقل کیا:
''امام رازی نے تفسیر کبیر میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ جس طرح عام بشر سے اپنی روحانی قوتوں میں ممتاز ہوتے ہیں اسی طرح جسمانی طاقتوں میں بھی ممتاز ہوتے ہیں، اپنی سامعہ، باصرہ، شامہ اور ذائقہ سب ہی طاقتوں میں''۔ (ترجمان السنۃ، جلد سوم، مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور، ص ۲۵۱)

مولوی بدر عالم میرٹھی دیوبندی کی ان تحریروں سے یہی ثابت ہوا کہ امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ کا ترجمہ'' ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں'' قرآن وحدیث کی صحیح ترجمانی ہے۔

مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی نے بھی یہی لکھا کہ:
''ظاہری طور میں تمہاری طرح بشر ہوں اور مخلوق ہوں مگر باطنی طور پر متخلق باخلاق الٰہی ہوں''۔ (کاندھلوی، معارف القرآن، جلد ۵، ص ۳۶)

اگر امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی قرآن کریم کی صحیح ترجمانی کرتے ہوئے ''ظاہر صورت بشری'' لکھ دیا تو دیوبندیوں کو اعتراض کیوں؟، ہم نے پہلے ہی لکھ دیا کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا ترجمہ قرآن لفظی نہیں بلکہ تفسیری ہے۔۔

مولوی قاسم نانوتوی دیو بندی لکھتے ہیں:

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار

(قصائد قاسمی، مطبوعہ ملتان، ص ۶)

مولوی محمد یعقوب نانوتوی دیو بندی لکھتے ہیں:

وہ نور غیب ہے ظاہر بشر کی صورت میں کہ جیسے ضمہ سے کسرہ کا کیجئے اشمام

(بیاض یعقوبی، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی، حصہ سوم، ص ۲۰۰)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ ''ظاہر صورت بشری'' کے الفاظ لکھ دیں تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ کے منکر ٹھہریں، لیکن اگر دیو بندی مولوی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ کے بارے میں ''ظاہری طور میں تمہاری طرح بشر ہوں''، ''حجاب بشریت''، ''ظاہر بشر کی صورت'' کے الفاظ لکھیں تو یہ بشریت مطہرہ کے منکر نہ ٹھہریں۔ واہ! کیا بات ہے نام نہاد اہل حق کے انصاف کی۔

دیو بندی علماء کی عبارات سے واضح ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی ذات وصفات، اعضاء وجوارح میں غیر نبی سے ممتاز ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ جب حقیقت و ماہیت میں مماثلت نہ رہ گئی تو اَب ظاہری صورت میں ہی مماثلت ہو سکتی ہے۔

دیو بندی معترض نے اپنی جہالت کی وجہ سے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر ارشاد قرآنی کا منشا صرف اتنا ہوتا کہ نبی کی بشریت واضح کر دی جائے تو پھر اس کے لئے ''**انما انا بشر**'' فرمانا کافی تھا ''**مثلکم**'' کے اضافے کی ضرورت نہ تھی۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی بصیرت اور فہم وفراست پر قربان جایئے کہ انہوں نے **قل انما انا بشر مثلکم** کے ترجمے میں لفظ کے نیچے لفظ رکھ دینا پسند نہ فرمایا بلکہ اُسی وجہ تشبیہ کو ترجمے کی صورت دے دی جس کے سوا کوئی اور مماثلت کی وجہ نہ بن سکے، تاکہ عام ذہن وجہ تشبیہ کی تلاش میں سرگرداں اور پریشان نہ ہو، نیز غفلت اور لاعلمی کے سبب کسی ایسی چیز کو وجہ تشبیہ نہ ٹھہرا لے جس سے وہ خارج از اسلام ہی ہو جائے۔

معترض اگر انصاف پسند ہوتا تو امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے ترجمہ کو آنکھوں سے لگاتا امام احمد رضا نے ایک فقرہ میں طویل وعریض تحقیقات عطر پیش کر دیا اور بے غبار لفظوں

میں اسلامی عقیدے کی وضاحت کردی، یہ تائید ربانی پر ہی موقوف ہے۔

''انا بشر مثلکم'' (میں تمہاری طرح بشر ہوں) کی ترجمانی کی دو صورتیں ہیں:

ا۔ میں تمہاری طرح انسان ہوں یعنی جیسے تم انسان ہو (فرشتہ اور جن نہیں) اسی طرح میں بھی انسان ہوں (فرشتہ اور جن نہیں)۔

اس ترجمقانی میں وجہ مماثلت انسانیت اور بشریت ہے یعنی انسان و بشر ہونے میں تمہاری طرح ہوں۔

۲۔ میں تمہاری طرح انسان ہوں یعنی جس طرح کے انسان تم ہو اسی طرح کا انسان میں بھی ہوں یعنی تم میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں۔

اَب ظاہر ہے کہ پہلی ترجمانی ہی اسلامی عقائد و نظریات کے مطابق ہے جس سے واضح ہے کہ مماثلت صرف ''آدمی ہونے'' یا ''انسان ہونے'' میں ہے نہ کہ دوسری صفات وغیرہا کی حقیقت و ماہیت میں۔

چنانچہ تفسیر ''بحر المحیط'' میں ہے:

''(بشر مثلکم) اعلام بالبشرية و المماثلة فی ذلک لا أدعی انی ملک يوحی الی''۔ (تفسیر بحر المحیط: الجزء السادس: دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص ۱۶۰)

تفسیر بحر المحیط کی عبارت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ وجہ مماثلت صرف بشریت (یعنی آدمی یا انسان ہونا) ہے۔

تفسیر روح المعانی میں ہے:

''(انما انا بشر مثلکم) لا أدعی الاحاطة بکلماته جل و علا (يوحی الی) من تلک الکلمات (انما الهکم الهٌ واحد) و انما تميزت عنکم بذلک، وأن المفتوحة و ان کفت بما فی تاويل المصدر القائم مقام فاعل (يوحی) و الاقتصار علی ما ذکر لأنه ملاک الامر، و القصر فی الموضعين بناء علی القول بافادة انما بالکسر و انما بالفتح الحصر من قصر الموصوف علی الصفة قصر القلب و المقصود عليه فی الاول (انا) و المقصو البشرية مثل المخاطبين،

وھو علی ما قیل مبنی علی تنزیلھم منزلۃ من ذکر لزعمھم أن الرسالۃ التی یدعیھا صلی اللہ علیہ وسلم مبرھنۃ بالبراھین الساطعۃ تنا فی ذلک، وقیل ان المقصود بان یقصر علیہ الایحاء الیہ صلی اللہ علیہ وسلم علی معنی انہ صلی اللہ علیہ وسلم مقصود علی ایحاء ذلک الیہ لا یتجاوزہ الی عدم الایحاء کما یزعمون''۔

(تفسیر روح المعانی: جز سادس العشر :ص ۵۳)

تفسیر ''فتح القدیر'' میں قاضی شوکانی نے لکھا:

''(قل انما انا بشر مثلکم) أی ان حالی مقصود علی البشریۃ لا یتخطاھا الی الملکیۃ''۔(تفسیر فتح القدیر: جز الثالث:ص ۴۳۸)

تفسیر ''فتح القدیر'' کی عبارت نے واضح کردیا کہ اپنے لئے بشریت ثابت فرما کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات سے ملکیت کی نفی فرمارہے ہیں، جس کا حاصل یہ ہے کہ میں بشر ہوں ملک نہیں جیسے کہ تم بشر ہو ملک نہیں ہو۔

''زبدۃ التفاسیر'' میں ہے:

''(قل انما انا بشر مثلکم) أی ان حالی مقصود علی البشریۃ لا یتخطاھا الی الملکیۃ أو الالھیۃ''۔

(زبدۃ التفاسیر: مطبوعہ قطر، جز سادس عشر: ص ۳۰۴)

''تفسیر ابن عرفۃ'' میں ہے:

''یؤخذ منہ أن المماثلۃ بین الشیئین لا ینافی اختصاص احدھما بأمر دون الآخر، فالانبیاء علیھم السلام مماثلون لنا فی الخلق فی الأمور الذاتیۃ، وان اختصوا بأمر عرضی، ویؤخذ منہ أن ھدایۃ نفوسھم مماثلۃ لغیرھم، فلیست النبوۃ أمراً مکتسبا بوجہ، بل ھی خصوصیۃ ألحقھم اللہ بھا من غیر تطبع ولا اختلاف مجاز''۔ (تفسیر ابن عرفۃ، جز ثالث، مطبوعہ بیروت، ص ۱۰۷)

صدیق حسن خاں قنوجی (غیر مقلد) نے تفسیر ''فتح البیان'' میں لکھا:

''(قل انما انا بشر مثلکم) أی آدمی ان حالی مقصود علی البشریة لا یتخطاها الی الملکیة ومن کان هکذا فهو لا یدعی احاطة بکلمات اللّٰه الا انه امتاز عنهم بالوحی الیه من اللّٰه سبحانه فقال(یوحی الی) و کفی بهذا الوصف فارقاً بینه و بین سائر انواع بشر ''۔ (تفسیر فتح البیان: الجز الثامن: مطبوعہ بیروت: ص ۱۲۷)

''تفسیر الوسیط الزحیلی'' میں ہے:

''ثم حض القرآن علی صفة التواضح و اعلان العبودیة اللّٰه تعالیٰ، فذکر: قل ایها النبی للمشرکین فی مکة و أمثالهم: ما انا الا بشر مثلکم فی البشریة، لیس لی صفة الملکیة أو شئ من الالوهیة''۔

(''تفسیر الوسیط الزحیلی'' مطبوعہ دمشق، جز الاول، ص ۱۴۵۷)

''تفسیر جلالین'' میں ہے:

''(قل انما انا بشر) آدمی''۔

(تفسیر جلالین، مطبوعہ دار ابن کثیر، بیروت، ص ۳۰۵)

''تفسیر روح البیان'' میں ہے:

'' (قل انما انا بشر مثلکم) قل یا محمد ما انا الا آدمی مثلکم فی الصورة وما وبکم فی بعض الصفات البشریة''۔

(تفسیر روح البیان: جلد الخامس، ص ۳۰۹)

''تفسیر خازن'' میں ہے:

''قال ابن عباس علم اللّٰه تعالیٰ و رسوله محمدا صلی اللّٰه علیه وسلم التواضح لئلا یزهی علی خلقه فامره ان یقر فیقول انا آدمی مثلکم الا انی خصصت بالوحی''۔

(تفسیر خازن: جز الثالث، ص ۲۴۸)

''تفسیر بغوی'' میں ہے:

''انی آدمی مثلکم''

(تفسیر بغوی، جلد الخامس، مطبوعہ ریاض، ص ۲۱۳)

''تفسیر ثعالبی'' میں ہے:

'' (انما انا بشر مثلکم) ''خلق آدمی مثلکم قال ابن عباس علم اللہ ورسوله التواضح لئلایزهو علی خلقه''۔

(تفسیر الثعالبی، الجزالسادس: ص ۲۰۳)

''تفسیر ابن جریر طبری'' میں ہے:

''قل یا محمد لھؤلاء المشرکین: انما انا انسان مثلکم من بنی آدم''

۔(تفسیر ابن جریر: جزالخامس العشر، ص ۴۳۹)

اسی وجہ مماثلت کو امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے سورہ سجدہ، آیت ۶ ''قل انما انا بشر مثلکم'' کی ترجمانی کرتے ہوئے یہ ترجمہ فرمایا:

''تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں''

جب ''بشر مثلکم'' سے ''مماثلت فی البشریۃ'' مقصود ہونے پر ساری تفسیریں متفق ہیں تو پھر اسی وجہ مماثلت کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن کریم کی ترجمانی کرنا اور ذہنوں کو اِدھر اُدھر بھٹکنے سے بچالینا کون سا جرم ہے؟ مقصود قرآن کو ترجمہ قرآن کی صورت دینا کیوں غلط ہے؟

امام احمد احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وجہ اسی مماثلت کو کہیں ''ظاہری صورت بشری'' اور کہیں ''آدمی ہونے'' کے لفظوں سے ظاہر کیا ہے، دونوں فقروں کا ماحاصل ایک ہے۔

بشر بول کر انسان اور آدمی مراد لیا جاتا ہے، مگر انسان کو بشر کیوں کہتے ہیں؟

مفردات امام راغب اصفہانی میں ہے کہ بشر ''بشرۃ'' سے ماخوذ ہے اور بشرۃ انسان کی جلد کی اوپر والی سطح کو کہتے ہیں، چونکہ انسان کی جلد بالوں سے صاف ہوتی ہے (اس کے برعکس حیوانوں کی کی کھال پر اون اور پشم ہوتی ہے) اس لئے اس کو بشر کہتے ہیں۔

(مفردات امام راغب: مطبوعہ دارالمعرفۃ، بیروت: ص ۴۷)

اس صورت میں بشر کا لفظی معنی ''صاحب بشرۃ'' ہوا یعنی چہرہ، مہرہ اور صاف جلد والا

اور ظاہر ہے کہ چہرے، مہرے اور اوپر والی جلد کا تعلق ظاہری صورت ہی سے ہے، امام راغب کی اس تحقیق نے امام احمد رضا کے نظر کی گہرائی کو اور بھی روشن کر دیا، یقیناً انہوں نے اپنے ترجمے میں لفظ بشر کے ماخذ کے بنیادی معنی کی خاص رعایت رکھی۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے ترجمے میں ''ظاہر صورت بشری'' میں رسول کو جو مخاطبین کا مماثل قرار دیا ہے یہی تو عین حقیقت ہے، اگر معاندین امام احمد رضا کے ترجمے نہیں سمجھ سکے تو اس میں ان کی عقل کا قصور ہے، امام احمد رضا کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشر بھی ہیں اور مخاطبین کے مماثل بھی مگر وجہ مماثلت وہ نہیں جو شاتمان رسول کی تحریروں سے ظاہر ہے بلکہ وجہ مماثلت صرف ''ظاہر صورت بشری'' میں ہے جو کہ امام احمد رضا کے ترجمے سے ظاہر ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں مگر آپ کی بشریت دوسرے انسانوں کی بشریت سے جوہری اور حقیقی فرق رکھتی ہے، بالکل یہی بات امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ سے پہلے علامہ شیخ اسماعیل حقی البرسوی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۱۳۷ھ) نے آیت ''ید اللہ فوق ایدیھم'' کی تفسیر میں فرمایا:

''قال الواسطی اخبر اللہ بھذہ الآیۃ ان البشریۃ نبیہ عاریۃ و اضافۃ لا حقیقۃ'' (تفسیر روح البیان: جلد التاسع: مطبوعہ استنبول ۱۹۲۶ء: ص ۲۱)

''امام واسطی نے کہا کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ میرے نبی کی بشریت عارضی اور اضافی ہے حقیقی نہیں ہے''۔

علامہ روزبہان بن ابی نصر البقلی (متوفی ۶۰۶ھ) نے بھی یہی تفسیر فرمائی:

'' ان البشریۃ فی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم عاریۃ واضافۃ دون الحقیقۃ''

(تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ص ۳۱۹)

دیوبندیوں کے ''خیر الفتاویٰ'' جلد اوّل، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان، ص ۲۵۲ پر تفسیر ''روح البیان'' کو تفاسیر صحیحہ میں شمار کیا ہے۔

اعتراض ۳

عقیدہ مختارکل کوقرآن سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش

بریلوی حضرات کے باطل عقیدہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختار کل'' ہیں کے ردّ میں قرآنی آیت:

قُل لآ أَمۡلِكُ لِنَفۡسِیۡ ضَرًّا وَ لاَ نَفۡعاً إلاَّ مَا شَاءَ اللهُ (سورۃ یونس، آیت ۴۹)

احمد رضا خان اس آیت کا ترجمہ یوں کرتا ہے:

''تم فرماؤ میں اپنی جان کے بُرے بھلے کا (ذاتی) اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے''۔

اس ترجمہ پر اعتراض ہے کہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترجمہ میں لفظ (ذاتی) کی زیادتی کی ہے۔

پھر لکھا ہے کہ اس آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہے:

''آپ فرمادیجئے کہ میں اپنی ذات کے لئے تو کسی ضرر اور کسی نفع کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا خدا کو منظور ہو''۔ (حضرت تھانوی)

(معترض نے تھانوی کے ترجمہ میں تحریف کی ہے، تھانوی صاحب کا ترجمہ آگے آرہا ہے)

جواب

قُل لآ أَمۡلِكُ لِنَفۡسِیۡ ضَرًّا وَ لاَ نَفۡعاً إلاَّ مَا شَاءَ اللهُ (سورۃ یونس، آیت ۴۹)

(تم فرماؤ میں اپنی جان کے بُرے بھلے کا (ذاتی) اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے)

(ترجمہ کنزالایمان)

یعنی میں اپنے آپ یا خود بغیر رب کی عطا کے اپنے لئے بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ اَب یہ کہا جائے کہ میں خود مختار نہیں، یا میں ذاتی طور پر اختیار نہیں رکھتا، یا میں خود اختیار نہیں رکھتا، تمام کا مفہوم ایک ہی ہے۔

اگر امام احمد رضا علیہ الرحمہ لفظ ''ذاتی'' لکھنے کے مجرم ہیں تو درج ذیل ترجمہ کرنے والے کیوں مجرم نہیں؟:

مولوی عبدالقیوم دیوبندی (دارالعلوم اکوڑہ خٹک) لکھتے ہیں:

''میں خود اپنے نفع نقصان کا صرف اسی قدر مالک ہوں جتنا اللہ چاہے''

(گلدستہ تفاسیر، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، جلد ۳، ص ۲۶۴)

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:

''میں خود تو اپنے نفع نقصان کا صرف اسی قدر مالک ہوں جتنا اللہ چاہے''

(تفسیر عثمانی، جلد دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۸۷)

مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:

''فرمادیجئے کہ میں (خود) اپنی ذات خاص کے لئے تو کسی نفع (کے حاصل کرنے) کا اور کسی ضرر (کے دفع کرنے) کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا (اختیار) خدا کو منظور ہو''۔ (تفسیر معارف القرآن، جلد چہارم، ص ۵۳۸)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

''آپ فرمادیجئے میں (خود) اپنی ذات خاص کے لئے تو کسی نفع (کے حاصل کرنے) کا اور کسی ضرر (کے دفع کرنے) کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا (اختیار) خدا کو منظور ہو''۔

(تسہیل مکمل تفسیر بیان القرآن، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، ص ۴۴۸)

اعتراض ۴

اس اعتراض میں معترض کہتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے باطل عقیدے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں کو تحفظ دینے کے لئے لفظ شاہد کا ترجمہ حاضر وناظر کردیا۔

یَاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا

(سورۃ الاحزاب: آیت ۴۵)

''بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر''۔ (ترجمہ امام احمد رضا بریلوی)

جواباً عرض ہے کہ امام ابی القاسم الحسین بن محمد المعروف راغب اصفہانی علیہ الرحمہ

’’(متوفی ۵۰۲ھ) مفردات القرآن‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’الشهود والشهادة الحضور مع المشاهدة اما بالبصر او بالبصيرة‘‘

(الشہود والشہادۃ کے معنی ہیں، بصر یا بصیرت کے ساتھ مشاہدہ کرتے ہوئے حاضر ہونا)

اَب رہا سوال کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہیں تو کس چیز پر حاضر ہیں؟

علامہ ابوسعود علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

’’ (انا ارسلنک شاهدًا) على من بعثت اليهم تراقب احوالهم وتشاهد اعمالهم وتتحمل منهم الشهادة بما صدر عنهم من التصد يق والتكذيب وسائر ماهم عليه من الهدٰى والضلال وتؤ ديها يوم القيمة اداء مقبولا فيما لهم وما عليهم‘‘۔

(تفسیر ابوسعود، جز۶ ص۷۹۰)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہم نے بھیجا آپ کو شاہد (حاضر وناظر) بنا کر ان سب پر جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے آپ ان کے احوال کی نگہبانی فرماتے ہیں اور ان کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں یعنی ان سب کے کاموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، اور آپ ان سے تحمل شہادت فرماتے ہیں یعنی ان کے گواہ بنتے ہیں ان تمام چیزوں پر جو اِن سے صادر ہوئیں تصدیق اور تکذیب سے اور باقی ان تمام چیزوں سے جن پر وہ ہیں ہدایت اور گمراہی سے، اور آپ اس شہادت کو ادا فرمائیں گے قیامت کے دن جو ادا ہوئی ہوگی ان تمام باتوں میں جو ان کے فائدے کے لئے ہوں گی اور ان تمام باتوں میں بھی جو ان کے نقصان کے لئے ہوں گی۔)

بیضاوی شریف، جلد ۲، ص۱۹۷، مطبوعہ مصر میں ہے:

’’ (شاهدًا) على من بعثت اليهم بتصديقهم وتكذ يبهم و نجاتهم وضلالهم‘‘

مدارک التنزیل، جلد ۳، ص ۵ ۲۳ پر ہے:

''(یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاکَ شَاهِداً)علی من بعثت الیهم تکذیبهم وبتصدیقهم''

جلالین مطبوعہ مجتبائی، دہلی، ص ۳ ۵ ۲ پر ہے:

''(شاهدًا)علی من ارسلت علیهم''

جمل، جلد ۳، ص ۲ ۴ ۴ پر ہے:

''قوله علی من ارسلت بعثت الیهم ای لتترقب احوالهم وتشاهد اعمالهم وتتحمل الشهادة علی ما صدر عنهم من التصدیق والتکذیب وسائر ماهم علیه من الهدٰی والضلال وتؤدیها یوم القیمة اداء مقبولا فیما لهم وفیما علیهم''۔

روح المعانی، پارہ ۲۲، ص ۲ ۴ پر ہے:

''(یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاکَ شَاهِداً)علی من بعثت الیهم تراقب احوالهم وتشاهد اعمالهم وتتحمل عنهم الشهادة بما صدر عنهم من التصدیق والتکذیب وسائر ماهم علیه من الهدٰی والضلال وتؤدیها یوم القیمة اداء مقبولا فیما لهم وما علیهم''۔

اسی قسم کی عبارت تفسیر کبیر، جلد ۶، ص ۷۸۸ پر ہے

تفاسیر کی عبارات منقولہ سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سب پر حاضر وناظر ہیں جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، اَب عرض ہے کہ کائنات میں سے کس کس کی طرف رسول بن کر تشریف لائے ہیں تو سنئے:

صحیح مسلم کی حدیث طویل میں وارد ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے'' اُرْسِلْتُ اِلَی الْخلْقِ کَافَّةً''یعنی میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم شریف، جلد ۱، ص ۱۹۹، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ۔ مشکوٰۃ، کتاب الفتن، باب فضائل المرسلین، جلد ۲، ص ۲۰۷)

عبارات مذکورہ کو حدیث شریف سے ملائیے اور یوں کہئے کہ

''(شاهدًا) علی من ارسلت علیهم و اُرۡسِلۡتُ اِلَی الۡخِلۡقِ کَافَّةً''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام پر شاہد ہیں جن کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے اور وہ ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، لہذا ساری مخلوق پر شاہد اور حاضر وناظر ہیں۔

لغت حدیث سے بھی یہ مضمون کو ثابت ہے، ملاحظہ فرمائیے مجمع البحار الانوار، جلد ۲، ص ۲۲۰:

''وانا شهید ای اشهد علیکم باعمالکم فکانی باق معکم انا شهید علیٰ هٰؤلاء ای اشفع واشهد بانهم بذلوا اروا حهم اللہ وفیه ان تعدیة ینا فیه فمعناه حفیظ علیهم اراقب احوالهم واصونهم من المکاره''

۔

(اور میں شہید ہوں یعنی میں تم پر تمہارے اعمال کی شہادت دوں گا، پس گویا میں تمہارے ساتھ باقی ہوں اور طبرانی میں انا شهید علیٰ هٰؤلاء وارد ہوا ہے، یعنی میں شفاعت کروں گا اور گواہی دوں گا اس بات کی کہ انہوں نے اپنی روحوں کو اللہ کے لئے خرچ کیا ہے، اور اس مقام میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ''علیٰ'' ضرر کے لئے آتا ہے اور شہادت نفع کے لئے ہوگی، لہذا ''شهید'' کا ''علیٰ'' کے ساتھ متعدی ہونا اس معنی کے منافی ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہاں ''شهید'' معنی میں رقیب کے ہے اور رقیب ''علیٰ'' کے ساتھ متعدی ہوا کرتا ہے، لہذا اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میں ان پر رقیب یعنی نگہبان ہوں اور ان کے حالات کی نگہبانی فرماتا ہوں اور ان کو تکلیفوں سے بچاتا ہوں۔)

نیز اسی جلد ۲ کے ص ۲۲۱ پر ہے

''والشاهد من اسمائه صلی اللہ علیه وسلم لا نه یشهد یوم القیامة

للانبیاء علی الامم بالتبلیغ ویشھد علی امتہٖ ویز کیھم او ھو بمعنی الشاھد للحال کانہ الناظر الیھا''۔

(شاہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے لئے ان امتوں کے خلاف اس امر کی گواہی دیں گے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام اپنی امتوں کو پہنچا دیئے اور اپنی اُمت پر بھی گواہی دیں گے اور ان کا تزکیہ فرمائیں گے، یعنی یہ ارشاد فرمائیں گے کہ میری اُمت جنہوں نے اُمم سابقہ پر گواہی دی ہے، وہ گواہی دینے کے اہل ہیں، اور ان سے کوئی ایسا عمل سرزد نہیں ہوا، جو ان کی عدالت کے منافی ہو اور جس کی وجہ سے وہ گواہی کے اہل نہ رہیں، یا حضور کا شاہد ہونا شاہد للحال ہونے کے معنی میں ہے، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں، اور گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حال کی طرف ناظر ہیں، اور اپنی ظاہری آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہے ہیں، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نظرِ بصیرت سے دیکھنا گویا کہ نظر بصر سے دیکھنا ہے۔)

پس واضح ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا نہیں بلکہ تمام مخلوقات پر حاضر ہیں اور ان کو اپنی بصر یا بصیرت سے دیکھ رہے ہیں۔

حضرت شاہ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حاشیہ اخبار الاخیار، ص ۱۵۵ پر اپنے مکتوبات شریف میں ارقام فرماتے ہیں:

''وبا چندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علماء اُمت است کہ یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی است وبر اعمال اُمت حاضر وناظر ومر طالبانِ حقیقت را متوجہاں آنحضرت را مفیض ومربی است''۔

(اور باوجود اس قدر اختلافات اور بکثرت مذاہب کے جو علماء اُمت میں ہیں، ایک شخص کو بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر شائبہ مجاز اور بلا توہم تاویل حقیقتِ حیات کے ساتھ دائم وباقی ہیں، اور اعمال اُمت پر حاضر وناظر ہیں،

اور طالبانِ حقیقت اور اپنی طرف متوجہ ہونے والوں کو فیض پہنچاتے ہیں اور ان کی تربیت فرماتے ہیں۔)

عالم امر کے زمان ومکان کی قیود سے پاک ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ملک الموت علیہ السلام جو عالمِ امر سے ہیں، آن واحد میں ہزاروں ارواح کو قبض کرتے ہیں اور امکنۂ متعدہ میں تشریف فرما ہوتے ہیں، مسلمات سے ہے، اگر عالم امر کے لئے قیود زمان ومکان کو تسلیم کیا جائے تو ملک الموت علیہ السلام کا آن واحد میں بے شمار روحوں کو قبض کرنا اور مقامات کثیرہ پر تشریف فرما ہونا کیونکر ممکن ہوگا؟ تفسیر روح المعانی کی عبارت نقل ہو چکی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام جب بصورت دحیہ کلبی وغیرہ حاضر بارگاہ نبوت ہوتے تھے تو سدرۃ المنتہٰی سے جدا نہ ہوتے تھے، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب شمائم امدادیہ میں فرماتے ہیں:

''البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیئے، اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے مضائقہ نہیں، کیونکہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے، لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے، پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں''۔

(شمائم امدادیہ، مصدقہ مولانا اشرف علی تھانوی، مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ، ص ۹۳)

☆☆☆☆☆

ختم نبوت زندہ آباد

قادیانیت مردہ آباد

تحفظ ختم نبوت ایک فرض، ایک قرض!

ختم نبوت کا پیغام! ہر گھر میں پہنچائیں گے
صدیقی ہیں ہم! نغمۂ صدیق ہم سنائیں گے

(انوار)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۠ (سورہ الاحزاب، آیت نمبر:40)

ترجمہ: ''محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔''

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر عقیدۂ ختم نبوت پر اپنی جانب سے مہر ثبت فرما دی کہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی خاطر اس کائنات اور تمام مخلوقات کو وجود بخشا گیا، انبیاء و رسل علیہم السلام بھیجے گئے، اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہ آئے گا۔

چنانچہ اس عقیدے کے خلاف خود ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس ہی میں نا صرف مردوں بلکہ ایک عورت نے بھی جھوٹی نبوت کے دعوے کئے اور یکے بعد

دیگرے جہنم واصل ہوئے۔حتیٰ کہ خاتم الانبیاء کی وحی ترجمان زبان نے یہ ارشاد فرمایا کہ (ترجمہ حدیث: میری امت میں تیس کذاب نکلیں گے، ہر کوئی دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، لیکن میں ہی نبی آخر ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں) (بخاری ومسلم، متفق علیہ)

قابل غور: (1) قرآن کریم، (2) احادیث مبارکہ، (3) اجماع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، (4) تابۂ کرام، (5) تبع تابعین کرام، (6) ائمہ اربعہ کرام، (7) اولیاء امت رحمہم اللہ علیہم اجمعین، (8) لغاتِ عربی، فارسی، اردو اور دیگر کے مطابق مسلسل، مستقل، متواتر، پیہم لگاتار اور استمرار کے ساتھ یہ عقیدہ، یہ تشریح، یہ وضاحت ہر طرح ظاہر و باہر ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلسلۂ نبوت کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے منقطع کر دیا ہے۔باب نبوت کو مسدود (بند) کر دیا اس طرح کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول۔اب اس کے بعد اگر کوئی اس عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھے، کسی طرح لکھے، چھاپے یا چھپوائے وغیرہ تو وہ علماء حق اہلسنّت و جماعت کی وضاحتوں، اصولی تعریفات کے مطابق قطعی ویقینی کافر ہے بلکہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جانیں قربان کرنے کی داستان یمامہ سے شروع ہو کر حال کو پہنچی ہے۔اس طرح کہ مسلمانوں سے فرائض و واجبات میں تو کوتاہیاں ہوئی ہوں گی مگر انہوں نے اس فریضہ کی ادائیگی میں کسی دور میں بھی سستی و کوتاہی نہ کی۔

آئیں اب اس سچے عقیدے کے خلاف سرگرم عمل قوم (مرزائی یا قادیانی یا احمدی یا لاہوری) کی طرف، جسے 7 ستمبر 1974ء کو حکومت پاکستان نے غیر مسلم قرار دیا۔یہ شیطان کا وہ ناجائز بچہ ہے جس کی ماں ''یہودیت'' باپ ''نصرانیت'' اور جائے پیدائش ''قادیان'' ہے جو ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع کا ایک گاؤں ہے۔

کفر کا ازلی طریقہ اسلام کے پیروکاروں کو اسلام کا لبادہ پہن کر ورغلاتا رہا ہے۔اور یوں ان کے ایمان پر ڈاکہ زنی کرتا ہے۔برعظیم میں انگریز نے عالم اسلام کے متفقہ عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ایک جہنمی کتے کو تلاش کیا جس کا نام غلام قادیانی تھا۔اسلام کے گلشن

میں اس زہریلے پودے کو کاشت کیا اور اسے دنیا کے ذلیل ترین لالچ کے پانی سے پروان چڑھایا۔ مگر اسلام کے حسین لبادے میں تاکہ اہل اسلام پہچان نہ سکیں کہ ان کی آستین میں یہ سانپ پل رہا ہے۔ انگریز نے خاص طور پر اسلام کے سینے میں خنجر گھونپنے اور عام طور پر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کیلئے مرزا قادیانی کو کچھ اس طرح پروموٹ کیا: (1) پہلے عالم، (2) پھر مناظر، (3) پھر امام مہدی، (4) پھر عیسیٰ علیہ السلام، (5) اور پھر نیا نبی ہونے کا دعویٰ کیا بات یہاں ختم نہیں ہوئی بلکہ اس جہنمی نے وہ وہ بکواسات کیں کہ اللہ کی پناہ۔

مرزا کی بکواسات کا مفہوم

(1) اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخیاں

(2) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں

(3) عیسیٰ علیہ السلام کی بے ادبی

(4) حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی شان میں بکواس

(5) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی شان میں بے ادبیاں

(6) تمام مسلمانوں کو گالیاں

آئیں اب سمجھیں کہ پاکستان میں قادیانیوں پر کیا کیا پابندیاں ہیں:

یہ (1) اپنے عبادت خانے کا نام مسجد نہیں رکھ سکتے۔ (2) اپنا اسلامی نام نہیں رکھ سکتے۔ (3) عبادت کیلئے بلانے کو اذان نہیں کہہ سکتے۔ (4) عبادت خانے پر مینار نہیں بنا سکتے۔ (5) اپنا لٹریچر شائع نہیں کر سکتے وغیرہ۔ طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(دنیا کے مختلف ممالک جہاں قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا ہے)

ترکی، مصر، شام، عراق، فلسطین، مراکش، جنوبی افریقہ، کینیا، نائیجیریا، افغانستان، انڈونیشیا، برما، بنگلہ دیش، موریشس، ہندوستان، ابوظہبی، برطانیہ، چین، جاپان، سعودی عرب، اردن، ملائیشیا وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ اور ممالک بھی ہیں۔

ماضی کی مسلم اہم شخصیات

جنھوں نے قادیانیت کو اسلام اور انسانیت کیلئے زہر قاتل قرار دیا:

(1) علامہ محمد اقبال، (2) قائد اعظم محمد علی جناح، (3) ابو الاثر حفیظ جالندھری پاکستان کا قومی ترانہ لکھنے والے۔

حال کی دو اہم شخصیات

(1) ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان، (2) 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں صرف اڑھائی منٹ میں دشمن کے 5 طیارے تباہ کرنے والے قومی ہیرو جنھیں قادیانیوں کی سازش کی وجہ سے سروس چھوڑنی پڑی جناب ایم ایم عالم ایئر کموڈور صاحب (مرحوم) قادیانیت کے وجود کو مضر سمجھتے ہیں۔

نیز چاروں صوبوں کے عوامی نمائندگان، وکلاء، ججز، وزراء، سول و سرکاری عہدیداران نے قادیانیت کو بادِ سموم قرار دیا ہے۔

ماضی کی چند غیر مسلم اہم شخصیات

جن میں (1) پنڈت جواہر لال نہرو، (2) راجندر سنگھ اور (3) ایس ایم پال قادیانیت کو مہلک سمجھنے والے ہیں۔

اب آئیے مسلک حق اہلسنت و جماعت یعنی سنیوں کے اسلاف کی طرف تو ان کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جن کا تذکرہ کرنا فی الوقت ممکن نہیں صرف یادداشت اور حصول برکت کیلئے چند نام پیش کئے جا رہے ہیں (جنھوں نے اس مسئلہ میں امت کی رہنمائی فرمائی)

(1) امام عشق و محبت پروانۂ شمع رسالت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی، (2) حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب، (3) حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب، (4) خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب، (5) حضرت میاں شیر محمد صاحب، (6) خواجہ فرید صاحب، (7) پیرانِ تونسہ شریف، (8) سجادہ صاحب اجمیر شریف، (9) پیر کرمانوالہ

شریف، (10) سید احمد سعید کاظمی، (11) سید محمد احمد قادری صاحب، (12) خلیفۂ اعلیٰ حضرت امجد علی اعظمی، (13) جگر گوشۂ اعلیٰ حضرت مصطفیٰ رضا خاں صاحب، (14) امین الحسنات سیّد خلیل احمد قادری صاحب، (15) سید محمود احمد رضوی صاحب، (16) مولانا عبدالحامد بدایونی، (17) مولانا محمد بخش مسلم، (18) مرتضیٰ احمد خاں میکش، (19) مفتی محمد حسین نعیمی، (20) مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، (21) مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب، (22) مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب، (23) امام شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب، (24) اور مولانا عبدالستار خاں نیازی صاحب رحمہم اللہ علیہم اجمعین وغیرہم۔

عصر حاضر میں نمایاں پاسبانِ ختم نبوت و تحفظ ناموس رسالت علمائے حق سے چند کے نام: (1) پیر سید عرفان شاہ صاحب مشہدی، (2) پیر آف سیال جناب حمید الدین صاحب دامت ظلہٗ (3) صاحبزادہ فضل کریم (مرحوم)، (4) حافظ خادم حسین رضوی صاحب، (5) ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب، (6) سید مظفر حسین شاہ صاحب، (7) سید خرم ریاض شاہ صاحب، (8) صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ صاحب، (9) ثاقب رضا مصطفائی صاحب، (10) اور مفتی منیب الرحمن صاحب وغیرہم۔

تبصرہ و تاثرات: عقیدہ ختم نبوت (جلد 16)

مولفہ ادارہ التحفیظ العقائد الاسلامیہ کراچی

از قلم: پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد گوشۂ محققین، ننکانہ صاحب

''عقیدہ ختم نبوت'' جلد 16 ایک سلسلہ وار انسائیکلو پیڈیائی ضخامت کی سلسلہ وار چھپنے والی علمی، تحقیقی، مناظراتی اور حوالہ جاتی کتب کی سولھویں جلد ہے جس کی ترتیب و تحقیق حضرت علامہ مفتی محمد امین قادری حنفی نے کی۔ مفتی صاحب سن 2005ء میں اللہ کو پیارے ہو گئے مگر ان کا علمی و دینی صدقہ جاریہ قلمی کارنامہ جلد بجلد شائع ہو رہا ہے۔ **اللھم زد فزد و تقبل برحمتک**

''عقیدہ ختم نبوت'' کی جلد 16 میں بابو پیر بخش لاہوری کے پانچ رسائل کو جمع کیا گیا

ہے جو اثبات ختم نبوت اور ردقادیانیت کے مضامین کو حاوی ہیں۔ان پانچ رسائل کی تفصیل درج ذیل ہے:

رسالہ نمبر ۱: تحقیق صحیح فی تردید قبر مسیح صفحہ 21 تا86

رسالہ نمبر ۲: حافظ ایمان (فارسی) صفحہ 87 تا 142

رسالہ نمبر ۳: حافظ ایمان (اردو) صفحہ 143 تا206

رسالہ نمبر ۴: ردقادیانیت پر مضامین صفحہ 206 تا صفحہ 480

رسالہ نمبر ۵: ردقادیانیت پر رسائل صفحہ 481 تا600

ردقادیانیت پر رسائل کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ مرزائی صاحبان کے ہینڈ بل نمبر ۱۰ کا جواب (علمی، تحقیقی، حوالہ جاتی اور مناظراتی بحث)

۲۔ مرزائی صاحبان کے ہینڈ بل نمبر ۱۱ کا جواب (علمی، تحقیقی، حوالہ جاتی اور مناظراتی بحث)

۳۔ مرزائی صاحبان کے ہینڈ بل نمبر ۱۲ کا جواب (علمی، تحقیقی، حوالہ جاتی اور مناظراتی بحث)

۴۔ مرزائیوں کے عقیدہ لامہدی الاعیسیٰ علیہ السلام پر مدلل بحث

۵۔ مرزائی صاحبان کے ہینڈ بل نمبر ۱۳ کا جواب (علمی، تحقیقی، حوالہ جاتی اور مناظراتی بحث)

۶۔ انجمن تائید الاسلام اور یورپ میں اشاعت اسلام

۷۔ حیات مسیح علیہ السلام نمبر ۱

کتاب عقیدہ ختم نبوت جلد 16 کے آغاز میں بابو پیر بخش لاہوری، قاطع قادیانیت اور مناظر فتنہ مرزائیت کے حالات وخدمات پر ایک مفصل شذرہ دیا گیا ہے جو از اول تا آخر پڑھے جانے کے لائق ہے (صفحہ 11 تا صفحہ 20) دس صفحات میں مرتب کتاب نے بابو صاحب کے حالات کھول کر بیان کئے ہیں خاص طور پر بابو صاحب کی ردمرزائیت کے

سلسلہ میں ''خدمات'' کا بہ تفصیل جائزہ لیا ہے جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ انجمن تائید الاسلام بھاٹی دروازہ لاہور کے بانی تھے۔ مرزائیوں کے رد میں بابو صاحب کی نو کتابیں اور پانچ رسائل ڈھونڈے گئے ہیں۔ علامہ محمد عثمان برکاتی نے 1927ء تک بابو صاحب کی خدمات کا جائزہ لیا ہے (1927ء میں آپ وصال فرما گئے تھے)

جیسا کہ عقیدہ ختم نبوت کی پہلی پندرہ جلدوں کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مفتی محمد امین قادری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے علماء اہل سنت (حنفی بریلوی) کی رد قادیانیت پر خدمات کا قلمی احاطہ وسیع تناظر میں کیا ہے تاکہ محققین کو صاف ستھرا مواد حوالوں کے ساتھ پیش کیا جاسکے اور ان مخالفین کے بے بنیاد شور و غوغا کا رد کیا جائے جو کہتے ہیں کہ مسلک حق ''بریلوی'' کے علماء کا رد مرزائیت اور قدح قادیانیت میں کوئی کام نہیں ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کی جلد 16 کے مضامین و مقالات کا تعارف کروایا جاچکا ہے یہ پوری جلد ایک ہی حنفی بریلوی شخصیت بابو پیر بخش لاہوری کی خدمات کو محیط ہے مفتی صاحب نے خوب کوشش اور جدوجہد کر کے بابو صاحب کے رسائل اور مضامین ڈھونڈے ہیں اور ان کو اپنی کتاب میں محفوظ کیا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت جلد اول تا جلد سولہ تمام سلسلہ وار کتابوں کا یہ خاصہ ہے کہ

......ان میں سنی علماء و فضلاء کے اصل مضامین/ رسائل اور کتب جمع کی گئی ہیں۔

......علمی شخصیات کے کارناموں کا بھرپور تعارف کروایا گیا ہے۔

......مذکورہ شخصیات کے انداز ہائے بیان اور مناظراتی حوالہ جات کے رنگ دکھائے گئے ہیں۔

......مکمل طور پر علمی موضوعات اور ختم نبوت کے مؤید عنوانات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

......جوابی تحریروں کا رنگ مناظراتی اور مباحثی ہے۔

......جہاں اخلاق و شائستگی درکار ہے وہاں اخلاق و شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا گیا۔

...... جہاں ''جواب الجواب'' کا انداز ہے وہاں مرزائیوں کے دلائل و بینات کو قوی دلائل و بینات سے رد کیا گیا ہے۔ یہ بڑا معلوماتی اور جدالی انداز ہے جس سے مخالفوں کا ناطقہ بند ہو جاتا ہے۔ غرض گزشتہ مجلدات کی طرح موجودہ جلد میں بھی یہ ساری خوبیاں بعینہٖ موجود ہیں۔ جو لوگ تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے محقق ہیں وہ بھی عقیدہ ختم نبوت کی سولہویں جلد سے حسب مجلدات سابقہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور جو ردمرزائیت کے سکالرز ہیں ان کو بھی عقیدہ ختم نبوت کی زیر تبصرہ جلد سے کافی وشافی مواد مل سکتا ہے۔

مبارک باد کے مستحق ہیں ادارہ لتحفیظ العقائد الاسلامیہ کراچی کے منتظمین ومعاونین جن کی کد وکاوش سے عقیدہ ختم نبوت کی جلد 16 منصۂ شہود پر آئی ہے۔ زیادہ خوبی کی بات یہ ہے کہ کتاب شائع کرنے والوں نے کتاب کی ظاہری خوبصورتی اور دیگر صوری خصوصیات کو پہلے کی طرح قائم رکھا ہے مجھے گرامی محترم جناب مولانا توفیق جونا گڑھی صاحب نے نہایت شفقت اور غایت مہربانی فرما کر یہ جلد بھجوائی ہے۔ اللہ کریم ''ادارہ لتحفیظ العقائد الاسلامیہ کراچی'' کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔

عقیدہ ختم نبوت جلد 16 کے 600 صفحات ہیں اور ہدیہ 450روپے ہے۔ گوناگوں علمی معلومات کا یہ مرقع کراچی سے مکتبہ برکات المدینہ بہار شریعت مسجد، بہادر آباد کراچی (فون 021-34219324) سے دستیاب ہے۔

ٹرمپ کی دھمکی اور پاکستان کا ٹھوس پیغام

از سیّد زاہد حسین نعیمی

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے نئے عیسوی سال کے آغاز پر پاکستان کے دیرینہ دوست ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے حق دوستی ادا کیا ہے اور سال نو کا تحفہ پاکستان کو دھمکی کی صورت میں دیا ہے۔ ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنی ٹویٹ میں کہا ہے کہ ’’اسلام آباد ہمیں بیوقوف سمجھتا ہے۔ 33 ارب ڈالر کے بدلے دھوکہ دیا ہے‘‘۔ امریکی صدر نے یہ بھی کہا ہے کہ ’’پاکستان دہشت گردی کو محفوظ پناہ گاہ فراہم کرتا ہے‘‘۔ امریکا نے پاکستان کی امداد بند کرنے کا اعلان کیا ہے اور فیصلہ کیا ہے کہ پاکستان کو دی جانے والی فوجی امداد اور اس سے متعلق پاکستان کو دیا جانے والا سامان بند کر دیا جائے گا۔ ڈونلڈ ٹرمپ کے اس بیان پر اُسے دنیا بھر سے سخت ردعمل آیا ہے اور کسی بھی ملک نے امریکی صدر کے اس بیان کو سنجیدہ قرار نہیں دیا، البتہ بھارت نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اسے بھارتی حکومت کی سفارتی کامیابی قرار دیا ہے۔ بہرحال ڈونلڈ ٹرمپ نے 15 سالوں میں پاکستان کو دی جانے والی امداد 33 ارب ڈالٹر بتائی ہے، جبکہ یہ رقم 2002ء سے 2017ء تک صرف 19 ارب ڈالر بنتی ہے۔ امریکی ادارے کانگریس ریسرچ سروس کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق امریکا نے پاکستان کو 2002ء سے اب تک 19 ارب ڈالر امداد دی ہے، جبکہ 14 ارب 50 کروڑ ڈالر دہشت گردی کے خلاف جنگی اخراجات

کی مدد میں پاکستان کو دی گئی۔ دہشت گردی کے خلاف یہ اخراجات ادا کرنا امریکی حکومت کا فرض ہے۔حکومت پاکستان کے مطابق یہ پاکستان پر احسان نہیں ہے، بلکہ یہ امریکا کا فرض بنتا ہے کہ وہ یہ اخراجات ادا کرے، پھر امداد کیسی؟

پاکستانی ترجمان دفتر خارجہ کے مطابق پاکستان 120 بلین دہشت گردی کے خاتمہ پر لگا چکا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ افغانستان کی جنگ امریکا کی پیدا کردہ ہے اور یہ جنگ پاکستان پر مسلط کی گئی ہے۔ پاکستان نے اس جنگ میں جو نقصانات اٹھائے ہیں اس کا ازالہ ممکن نہیں۔امریکا روس سے ویتنام کا بدلہ افغانستان میں لینا چاہتا تھا۔اس لئے اُس نے افغان جہاد کا نام استعمال کر کے روس سے بدلہ لیا۔ پاکستان کو اس میں استعمال کیا گیا۔ بقول پروفیسر مشرف پاکستان کے پاس اس کے علاوہ کوئی دوسرا آپشن نہ تھا کہ وہ افغانستان میں امریکا کا ساتھ دے، چنانچہ 9/11 کے واقعہ کے فوراً بعد امریکا نے افغانستان کو نشانہ بنایا۔ پاکستان نے امریکا کی دوستی کو نبھانے کے لئے امریکا کا ساتھ دیا۔خود طالبان حکومت جو پاکستان کے تعاون سے وجود میں آئی تھی، اس سے پاکستان نے ہاتھ کھینچ لیا اس طرح طالبان کو اپنے خلاف کر دیا۔افغانستان کی نئی حکومت میں شامل جماعتیں اور ان کے قائدین بھی اکثر پاکستان میں پڑھ کر گئے تھے اور ایک عرصہ تک یہاں قیام پذیر رہے تھے، لیکن طالبان سمیت اُنہوں نے بھی پاکستان کی دوستی کو پس پشت ڈال دیا۔وہ بھی پاکستان کے خلاف ہو گئے۔

میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ 30 لاکھ افغان مجاہدین نے پاکستان کو نہ صرف معیشت کو تباہ کیا بلکہ یہاں اُن کے باعث کئی طرح کے مسائل پیدا ہوئے اور سب سے زیادہ خطرناک مسئلہ دہشت گردی کی صورت میں پاکستان کو دیکھنا پڑا جس سے پاکستان بری

طرح متاثر ہوا۔ 70 ہزار فوجی جوان موت کی آغوش میں چلے گئے، سکول، کالج، مدارس، مساجد، خانقاہیں، درگاہیں، امام بارگاہیں، شہر اور بستیاں دہشت گردی کا شکار ہوئیں۔ لاکھوں بے گھر ہوئے، ہزاروں شہری موت سے ہمکنار ہوئے اور لاکھوں زخمی۔ کیا یہ امیرکا اور دنیا سے پوشیدہ ہے، امریکی اور نیٹو فورسز براستہ پاکستان اپنا تمام جنگی سازوسامان افغانستان لے جاتے رہے، امریکی امداد کے باوجود پاکستان نے یہ راستہ بند نہ کیا۔ بھاری مشینری کے باعث سڑکیں کھنڈرات میں تبدیل ہوئیں، افغانستان میں جنگ کے لئے پاکستان کی سرزمین استعمال ہوئی۔ کیا یہ احسانات امریکا کی امداد کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔

ڈونلڈ ٹرمپ نے حساب لگا کر 33 ارب ڈالر پاکستان کے کھاتے میں ڈال دیئے، لیکن اگر وہ اپنے ہی ادارے کے اعدادوشمار دیکھ لیتا تو اُسے شرمندگی نہ ہوتی۔ پاکستان کے تو ابھی بھی امریکا کے ذمہ دہشت گردی کی مد میں اخراجات واجب الادا ہیں۔ میرے خیال میں حکومت کو اس پر خاموش نہیں رہنا چاہیے، بلکہ یہ واجب الادا رقم بذریعہ عالمی عدالت انصاف ہر حال میں حاصل کرنا چاہیے۔ امریکی صدر کے بیان اور ازاں بعد پاکستان کے لئے امداد بند کرنے کے اعلان پر حکومت فوج اور سیاسی جماعتوں کا ایک صفحہ پر ہونا امریکا کو ٹھوس پیغام گیا ہے۔ یہ قومی سلامتی کا مسئلہ ہے، اس پر خاموش نہیں رہا جا سکتا۔ وفاقی کابینہ نے قومی سلامتی کمیٹی کے فیصلوں کی توثیق کی ہے، ادھر پاک فوج کے ترجمان میجر جنرل آصف غفور نے کہا کہ ”ڈونلڈ ٹرمپ کے بیان پر قومی ردعمل خوش آئند ہے، پاکستان اور پاک فوج نے پیسوں کے لئے جنگ نہیں لڑی، بلکہ دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے جنگ لڑی ہے۔ خطے کی سیکورٹی کے لئے کوئی ہمیں

ڈکٹیٹ نہیں کرسکتا۔ کسی امریکی ایکشن کا جواب قومی اُمنگوں کے مطابق دیں گے۔ ایٹمی قوت پاکستان اپنے وقار پر سمجھوتہ نہیں کرسکتا۔ امریکا نے افغانستان میں جتنا پیسہ خرچ کیا ہے اس کا ایک فیصد پاکستان میں لگا ہے۔ ہم نے بغیر کسی بیرونی امداد کے جنگ لڑی ہے''۔ آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ نے کرک کے شہید ہونے والے فوجی جوانوں کے ورثاء کے گھر جا کر اظہار تعزیت کیا اور کہا کہ ''پاکستان کو دھمکانے والے بال بھی بیکا نہیں کر سکتے، دشمن جان لیں، ہر خطرہ سے نمٹ سکتے ہیں۔ پاکستان پر کوئی آنچ نہیں آ سکتی''۔ ادھر تمام سیاسی جماعتوں نے حکومت کے شانہ بشانہ کھڑا رہنے کا اعلان کیا ہے اور پاکستان کے خلاف اٹھنے والے ہر ہاتھ کو منہ توڑ جواب دینے کا عہد کیا ہے۔ قومی اسمبلی کے سپیکر سردار ایاز صادق کی زیر صدارت تمام جماعتوں نے بھرپور شمولیت کر کے اپنے جذبہ حب الوطنی کا ثبوت دیا ہے۔ یہ قومی اتحاد و یکجہتی کا آئینہ دار ہے اور وقت کا تقاضا بھی ہے۔

پاکستان نیوی نے حربہ کروز میزائل کا کامیاب تجربہ کر کے اپنی دفاعی صلاحیت کو نہ قابل تسخیر قرار دیا ہے۔ پاک فضائیہ کے چیف کمانڈر نے ہر وقت چوکس رہنے کا اعادہ کیا ہے، پورے ملک میں ڈونلڈ ٹرمپ کے اس اعلان پر سخت ردعمل ظاہر ہوا ہے۔ احتجاجی سلسلہ جاری ہے، ڈونلڈ ٹرمپ کے پتلے اور امریکی پرچم کو نذر آتش کر کے عوام نے اپنے غم وغصہ کا اظہار کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ صرف بیانات نہیں ہیں، بلکہ پاکستان ہر طرح کی صورتحال سے نمٹنے کے لئے بھرپور تیار ہے، پاکستان کے اس ٹھوس پیغام کو امریکا سمجھنے کی کوشش کرے اور کسی حماقت سے گریز کرے۔ پاکستان نے باوجود اس کے اپنے مثبت کردار کا اعادہ کیا ہے جو وہ افغانستان میں امن کے لئے ادا کر رہا ہے۔

چین، ترکی، اردن نے پاکستان کی جس انداز میں حمایت کی ہے وہ دیگر عالمی برادری کے لئے بھی مثال ہے۔ اتنی قربانیوں کے باوجود اگر امریکا پاکستان کو پیٹھ دکھا سکتا ہے تو باقی اور کون ہوتا ہے جس سے امریکا دوستی نبھا سکتا ہے۔ امریکا صرف اپنے مفادات کا اسیر ہے۔ پاکستان کو اب ایک بار پھر موقع ملا ہے کہ وہ بیرونی امداد پر انحصار کے بجائے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو۔ پاکستان کب تک دوسروں کے سہارے کھڑا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پاک سرزمین کو لاکھوں نعمتوں سے نوازا ہے، اگر انہیں بروئے کار لایا جاتا تو آج یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ ہمارے سامنے چین اور کوریا کی مثالیں موجود ہیں، لیکن پھر بھی کچھ نہیں گیا، پاکستان کو ہر لحاظ سے اپنے پاؤں پر ہی کھڑا ہونا پڑے گا۔ آج ایران امریکی امداد کی بندش کے باوجود ایک مضبوط ملک بن کر ابھرا ہے تو ہم کیوں نہیں؟

اقتصادی پابندیاں ایران اور کوریا کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں تو ہمارا کیا بگاڑ لیں گی۔ ہمت سے کام لیتے ہوئے ملک کی سلامتی کے لئے ہر اقدام اٹھانے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ امریکا کے ساتھ تعلقات کے ساتھ ساتھ روس، ترکی اور چین کے ساتھ تعلقات کو مزید مضبوط بنانا چاہیے۔ امریکا اور بھارت کو چونکہ پاکستان کا ایٹمی طاقت ہوتا اور سی پیک منصوبہ کھٹکتا ہے اس لئے پاکستان کو اپنے اہداف جتنا جلدی ہو سکے پورے کرنا چاہیے۔ قوم اسی طرح متحدہ و متفق ہو تو پاکستان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

☆☆☆☆☆☆☆

سلسلۃ الذھب سند حدیث
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
تا
امام محمد بن اسماعیل بخاری شافعی علیہ الرحمت باری

ترتیب۔ خلیل احمد رانا عفی عنہ

امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ۱۰؍شوال ۱۲۷۲ھ/ ۱۴؍جون ۱۸۵۶ء کو بریلی شہر (صوبہ اُتر پردیش، بھارت) میں پیدا ہوئے، اُردو فارسی کی ابتدائی کتابیں مولانا مرزا غلام قادر بیگ ولد مرزا حسن جان بیگ لکھنوی (متوفی ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۷ء) سے پڑھیں، پھر تمام دینیات کی تعلیم اور جملہ علوم وفنون اپنے والد ماجد امام المتکلمین مولانا نقی علی خاں بریلوی قدس سرہٗ سے مکمل کئے، ان کے علاوہ درج ذیل اساتذہ کرام سے بھی اکتساب فیض کیا۔

مولانا عبد العلی رامپوری (متوفی ۱۳۰۳ھ)

مولانا شاہ ابوالحسن نوری مارہروی (متوفی ۱۳۲۴ھ)

مولانا شاہ آل رسول مارہروی (متوفی ۱۲۹۶ھ)

شیخ احمد بن زین دحلان مکی، مفتی شافعیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ)

شیخ عبدالرحمن مکی مفتی حنفیہ (متوفی ۱۳۰۱ھ)

شیخ حسین بن صالح امام شافعیہ (متوفی ۱۳۰۲ھ)

مولانا احمد رضا خاں ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء میں اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں اور تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی (متوفی ۱۹۰۱ء) کے ہمراہ حضرت شاہ آپ رسول مارہروی نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان سے بیعت ہوئے، تمام سلسلوں کی

اجازت وخلافت اور سند حدیث حاصل کی۔

تمام عمر درس وتدریس اور گم گشتگانِ راہ کی تعلیم وتربیت اور اصلاح میں بسر کی، ۱۳۱۱ھ کے پیدا شدہ فتنہ ندوہ کا مقابلہ کیا اور فتنہ تفضیلیت کے انسداد میں سعئ بلیغ فرمائی، تحریک خلافت کی غیر اسلامی روش پر تنقید کی، قادیانیت کے بڑھتے ہوئے کفری اثرات کو روکا، تصوف کی غلط ترجمانی پر ضرب کاری لگائی، ترکِ تقلید کی وباء عام کا سدباب کیا، اور دیوبندیت کی طاغوتی قوت کو پوری طاقت ایمانی سے روکا، کتابیں اور رسالے تالیف کئے، یہی آپ کا امتیاز خاص اور سرمایہ حیات ہے، آپ کی ذات عشق رسول میں پگھلی ہوئی ایسی شمع فروزاں تھی جس سے نگر نگر میں عشق رسول کا اُجالا ہوا، حفاظت وصیانت دین کی انہی مساعی کے پیش نظر ۱۳۱۸ھ کے جلسہ اصلاح ندوۃ العلماء پٹنہ میں اکابر علماء ومشائخ کی موجودگی میں حضرت مطیع الرسول شاہ عبدالمقتدر بدایونی علیہ الرحمہ نے اپنی تقریر کے دوران آپ کو مجدد مائۃ حاضرہ کے لقب سے یاد کیا اور موجود وغیر موجود اکابر نے اس پر اتفاق کیا۔

۱۳۰۳ھ میں مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت (یو، پی۔ بھارت) کے تاسیسی جلسہ میں علماء سہارنپور، لاہور، کانپور وبدایوں وغیرہ کی موجودگی میں حضرت علامہ وصی احمد محدّث سورتی علیہ الرحمہ کی خواہش پر اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے علم حدیث پر متواتر تین گھنٹے تک پُر مغز اور مدلل کلام فرمایا، جلسہ میں موجود تمام علمائے کرام نے خوب حیرت واستعجاب کے ساتھ تحسین وتعریف کی۔

مولانا خلیل الرحمن بن مولانا احمد علی محدّث سہارنپوری نے تقریر کے اختتام پر بے ساختہ اُٹھ کر اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ کی دست بوسی کی، اور فرمایا کہ اگر اس وقت والد ماجد (مولانا احمد علی سہارنپوری) ہوتے تو وہ علم حدیث میں آپ کے کلام وتبحر علمی کی دل کھول کر داد دیتے، مولانا وصی احمد محدّث سورتی اور علماء کے جم غفیر نے بھی پُرزور تائید کی، غرضیکہ آپ کا محدثانہ مقام ہر ایک کو مسلم تھا۔

۲۵ رصفر ۱۳۴۰ھ کو وصال فرمایا، ''شیخ الاسلام والمسلمین'' مادۂ تاریخ وفات ہے۔

(تذکرہ علمائے اہل سنت، از محمود احمد کانپوری۔ تذکرہ علمائے ہند، از مولوی رحمان

علی۔مجلہ رفیق العلم، خصوصی ایڈیشن ۳۰/جون ۱۹۹۷ء دارالعلوم امجدیہ کراچی وغیرہ)

حضرت مخدوم الشاہ آل رسول مارہروی قادری قدس سرہٗ

تیرھویں صدی کے اکابر اولیاء کرام سے تھے، ۱۲۰۹ھ میں ولادت باسعادت ہوئی، آپ کے والد گرامی کا نام نامی سیّد شاہ آل برکات ستھرے میاں قدس سرہٗ ہے، آپ کی تعلیم وتربیت والد ماجد کی آغوش شفقت میں ہوئی، آپ نے ابتدائی تعلیم مولانا عین الحق شاہ عبدالمجید (متوفی ۱۲۶۳ھ) اور مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی (متوفی ۱۲۸۱ھ) سے خانقاہ برکاتیہ میں حاصل کی، پھر فرنگی محل کے علماء مولانا انوارالحق فرنگی محلی (متوفی ۱۲۳۶ھ)، مولانا عبدالواسع سیدن پوری اور مولانا شاہ نور الحق رزاقی لکھنوی عرف ملا نور (متوفی ۱۲۸۳ھ) سے کتب معقول، علم کلام، فقہ واصول فقہ کی تحصیل وتکمیل فرمائی۔

۱۲۲۶ھ میں حضرت مخدوم شیخ العالم عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۸۶۰ھ) کے عرس کے موقع پر مشاہیر علماء ومشائخ کی موجودگی میں دستار فضیلت سے سرفراز فرمایا گیا اور اسی سن میں حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ کے ارشاد کے بموجب سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی بن شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ کے درس حدیث میں شریک ہوئے، صحاح ستہ کا دورہ کرنے کے بعد سلاسل حدیث وطریقت کی اسناد مرحمت ہوئیں۔

حضرت مخدوم شاہ آل رسول مارہروی تیرھویں صدی کی وہ عظیم شخصیت تھے، جن کے فیض یافتہ شخصیات کی مساعی وکوشش سے اسلام کی گرتی ہوئی دیوار سنبھل گئی اور اُسے قوت واستحکام مل گیا، ۱۸/ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ کو وصال ہوا،

(تذکرہ علمائے اہل سنت، ازمحمود احمد کانپوری، تذکرہ علمائے فرنگی محل، مطبوعہ لکھنؤ، نزھۃ الخواطر (عربی)، ازعبدالحی ندوی، جلد ۷، مطبوعہ دار ابن حزم، بیروت ۱۹۹۹ء، ص ۸۸۸، تذکرہ علماء ہند، ازمولوی رحمن علی)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی قدس سرہٗ

سراج الہند، حجۃ اللہ، آیۃ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی بن شاہ ولی اللہ

محدّث دہلوی رحمہم اللہ، ۲۵؍رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے، سلسلہ نسب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے،، پندرہ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد سے تمام علوم عقلیہ ونقلیہ سے فراغت حاصل کی اور کمالات ظاہری و باطنی بھی انہی سے حاصل کئے، بعض کتب حدیث شاہ محمد عاشق پھلتی اور خواجہ امین اللہ کشمیری سے پڑھیں، آپ کی ذات سے برصغیر پاک وہند میں علوم اسلامیہ خصوصاً تفسیر وحدیث کا بڑا چرچا ہوا۔

آپ کے شاگردوں میں مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی، مولانا مخصوص اللہ دہلوی، مولانا فضل حق خیر آبادی، شاہ ابوسعید دہلوی، شاہ احمد سعید مجددی دہلوی، مخدوم آل رسول مارہروی، شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی، شاہ رؤف احمد نقشبندی وغیرہ مشہور ہیں۔

۷؍شوال ۱۲۳۹ھ کو دہلی میں وصال فرمایا، ترکمان دروازہ کے باہر قبرستان مہندیاں میں اپنے والد ماجد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

(احوال وآثار شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، خلیل احمد رانا، مطبوعہ ادارہ معارف نعمانیہ لاہور ۱۴۱۸ھ)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ

حضرت شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم عمری دہلوی، ۴؍شوال ۱۱۱۴ھ کو قصبہ پھلت ضلع مظفر نگر (یوپی،، بھارت) میں پیدا ہوئے، سات سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کیا اور پندرہ سال کی عمر میں جملہ علوم متداولہ اور فنون متعارفہ سے فراغت حاصل ہوئی، سترھویں سال آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا، والد ماجد کی وفات کے بعد تقریباً بارہ سال تدریس وتعلیم میں مشغول رہے، ۱۱۴۳ھ میں حرمین شریفین حاضر ہوئے، وہاں ایک سال قیام فرما کر شیخ ابوطاہر مدنی وغیرہ مشائخ سے حدیث کی روایت کی اور وہاں کے علماء وفضلاء کی صحبت سے مستفیض ہوئے، ۱۱۴۵ھ میں دوسرا حج ادا کر کے واپس دہلی آئے، آپ کی تصانیف مشہور ہیں، بعض لوگوں نے جعلی تصانیف بھی آپ کی طرف منسوب کر دیں، مثلاً ''قرۃ العین فی ابطال شہادت الحسین، جنت العالیہ فی مناقب المعاویہ، بلاغ المبین، تحفۃ المواحدین، اشارہ مستمرہ، اور قول سدید۔

حال ہی میں آپ کے صحیح حالات وافکار پر مبنی کتاب ''القول الجلی فی ذکر آثار الولی'' مئولفہ شاہ محمد عاشق پھلتی، کاکوری ضلع لکھنؤ (بھارت) میں دستیاب ہوا ہے، شاہ محمد عاشق

پھلتی علیہ الرحمہ، شاہ ولی اللہ کے قریبی عزیز اور شاگرد ہیں، اور یہ کتاب انہوں نے شاہ ولی اللہ کی حیات ہی لکھ کر اُن سے تصدیق کروائی، اس کتاب کا ذکر پُرانی کتابوں میں آتا رہا، لیکن دستیاب نہیں تھی، اب اس کتاب کے مخطوطے کا عکس ۱۹۸۹ء میں دہلی سے شائع ہو گیا ہے اور ۱۹۹۷ء میں کاکوری ضلع لکھنؤ سے اس اُردو ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے، پاکستان میں اس کا یہی اُردو ترجمہ ''مسلم کتابوی'' دربار مارکیٹ لاہور سے شائع ہو چکا ہے، اس کتاب کے شائع ہونے سے حضرت شاہ ولی اللہ کے عقائد کو غلط طور پر متعارف کرانے والوں کا بھانڈا عین چوراہے میں پھوٹ گیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی نے ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء میں دہلی میں انتقال فرمایا۔

(شاہ ولی اللہ اور اُن کا خاندان، حکیم محمود احمد برکاتی، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء)

(القول الجلی کی بازیافت، شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء)

شیخ ابوطاہر محدّث کُردی مدنی قدس سرہٗ

شیخ ابو طاہر جمال الدین محمد عبدالسمیع بن ابراہیم الکردی المدنی الشافعی، ۲۱ رجب ۱۰۸۱ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، اپنے والد ماجد اور دیگر ارباب کمال سے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کی نیز محدث محمد بن عبدالرسول برزنجی، حسن بن علی عجیمی، عبداللہ بن سالم بصری وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا، حرم نبوہ شریف میں درس دیتے تھے، دُور دُور سے طلباء نے آکر اکتساب علم کیا، رمضان المبارک ۱۱۴۵ھ/ ۱۷۳۲ء میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا، بقیع میں دفن ہوئے۔

(سلک الدرر، ج ۲، ص ۲۷، انسان العین فی مشائخ الحرمین، مطبع احمدی دہلی، ص ۱۳، ۱۴، الیانع الجنی فی اسانید شیخ عبدالغنی، طبع دہلی ۱۳۴۹ھ، ص ۲۰)

شیخ ابراہیم محدّث کُردی قدس سرہٗ

شیخ العرفان برہان الدین ابراہیم بن حسن الشہر زوری الکردی الکورانی الشافعی ۱۰۲۵ھ میں پیدا ہوئے، والد بزرگوار کے علاوہ دیگر نامور علماء سے علوم دینیہ کی تحصیل کی پھر بغداد میں دو برس قیام کر کے اکابر علماء ومشائخ سے استفادہ کیا، پھر چار سال شام میں

گزار کر مصر ہوتے ہوئے حرمین آئے، یہاں شیخ قشاشی سے فیض یاب ہوئے، اُنہوں نے آپ کو تمام مرویات کی اجازت دے کر خرقہ خلافت پہنایا اور اپنی دختر کا نکاح ان سے کر دیا، آپ حرم میں درس دیتے تھے، ۱۸/ربیع الاوّل ۱۱۰۱ھ کو وصال فرمایا اور بقیع میں دفن ہوئے۔

(انسان العین فی مشائخ الحرمین، الانتباہ فی سلاسل اولیاء، سلک الدرر، ج۱، ص۵،۶، الرحلۃ العیاشیہ، ج۱،ص۳۲۰، البدر الطالع، ج۱،ص۱۱، ۱۲، معجم المصنفین، ج۳،ص۱۰۴تا۱۰۷، ہدیۃ العارفین، ج۱ص۳۵)

شیخ احمد محدّث قشاشی مدنی قدس سرہٗ

شیخ صفی الدین احمد بن محمد البدری القشاشی المدنی المالکی ۹۹۱ھ میں پیدا ہوئے، تعلیم وتربیت والد ماجد شیخ محمد مدنی سے پائی، ۱۰۱۱ھ میں والد ماجد کے ساتھ یمن کا سفر کیا، وہاں مشائخ یمن سے استفادہ کیا، پھر مکہ معظّمہ آگئے، ایک عرصہ تک یہیں مقیم رہے، پھر مدینہ منورہ آکر مشائخ مدینہ اور شیخ احمد بن علی شناوی کی صحبت اختیار کی، ان کے جانشین ہوئے، تمام عمر حرم نبوی میں حدیث کا درس دیتے رہے، ۱۰۷۱ھ/ ۱۶۶۱ء میں وصال ہوا اور جنت البقیع میں قُبہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے شرقی گوشہ میں دفن ہوئے۔

(انسان العین فی مشائخ الحرمین، الانتباہ فی سلاسل اولیاء، الرحلۃ العیاشیہ، ج۱، ص۴۰۷تا۴۲۹، خلاصۃ الاثر، ج۱، ص۳۴۳تا۳۴۶ الفہرس الفہارس، ج۲، ص۳۲۰، ہدیۃ العارفین، ج۱،ص۱۶۱)

شیخ احمد محدّث شناوی المصری قدس سرہٗ

شیخ ابوالمواہب احمد بن علی الشناوی المصری المدنی الشہیر بالحنائی ۹۷۵ھ میں مصر کے مشہور محلہ روح میں پیدا ہوئے، علوم ظاہری کی تکمیل مصر کے مشہور محدّث شیخ شمس الدین رملی اور دوسرے علماء سے کی، پھر مدینہ منورہ آکر طریقت کی تعلیم سیّد صبغۃ اللہ سندھی سے لی، ان ہی سے خرقہ خلافت ملا، ۸/ذی الحجہ ۱۰۲۸ھ کو مدینہ منورہ میں وصال ہوا اور بقیع میں دفن ہوئے۔ (انسان العین فی مشائخ الحرمین، الانتباہ فی سلاسل اولیاء، خلاصۃ الاثر، ج۱،

ص ۲۴۳ تا ۲۴۶، ہدیۃ العارفین، ج ا، ص ۱۵۴)

شیخ محمد بن احمد محدّث رملی قدس سرہٗ

شیخ شمس الدین محمد بن احمد الرملی المنوفی الانصاری الشافعی المصری، جمادی الاوّل ۹۱۹ھ میں منوفہ (مصر) میں پیدا ہوئے، بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کیا پھر تمام دینی تعلیم اپنے والد بزرگوار شیخ احمد رملی سے حاصل کی، حدیث کی سند شیخ الاسلام زکریا انصاری اور شیخ برہان الدین ابی شریف سے حاصل کی، تفسیر، حدیث، فقہ کا درس دیتے تھے، آپ کا شمار مجدّدین میں ہوتا ہے، ۱۳/جمادی الاوّل ۱۰۰۴ھ کو مصر میں وصال ہوا۔ (خلاصۃ الاثر، ج ۳، ص ۳۴۲ تا ۳۴۸، المجددون فی الاسلام، ص ۳۴۷ تا ۳۶۷، تاج العروس (مادہ، رمل)

شیخ الاسلام زکریا بن محمد انصاری محدّث مصری قدس سرہٗ

شیخ الاسلام ابویحییٰ زین الدین زکریا محمد الانصاری الخزرجی السنیکی ثم القاہری الشافعی ۸۲۳ھ میں سنیکہ (مصر) میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اور حفظ قرآن یہیں مکمل کیا، پھر قاہرہ آئے اور جامعہ ازہر میں علوم اسلامیہ کی تکمیل کی، علامہ ابن حجر عسقلانی کے علاوہ سینکڑوں شیوخ سے استفادہ کیا اور افتاء وتدریس کی اجازت لی، آپ کی عمر سو سال سے زیادہ تھی، بڑھاپے میں کھڑے ہو کر نفل ادا کرتے تھے، ۳/ذی قعدہ ۹۲۶ھ کو وصال ہوا۔

(الکواکب السائرۃ، ج ا، ص ۱۹۶ تا ۲۰۷، النور السافر، ص ۱۲۰ تا ۱۲۵، شذرات الذہب، ج ۸، ص ۱۳۴ تا ۱۳۶، البدر الطالع، ج ۲، ص ۲۵۲، ۲۵۳، فہرس الفہارس، ج ا، ص ۳۴۲، ۳۴۵، ہدیۃ العارفین، ج ا، ص ۳۷۴)

شیخ ابن حجر محدّث عسقلانی قدس سرہٗ

شیخ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی عسقلانی المعروف ابن حجر المصری القاہری الشافعی، شعبان ۷۷۳ھ مین پیدا ہوئے، بچپن میں والدین کا سایہ اُٹھ گیا، یتیمی کی حالت میں پرورش پائی، پانچ برس کی عمر سے تعلیم کا آغاز کیا، نو برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، پھر حج پر چلے گئے، وہاں تعلیم حاصل کی، شیخ زین الدین ابراہیم محدّث تنوخی سے سند حدیث

لی، اس کے علاوہ بہت سے شیوخ حدیث سے بھی اجازت ہے، جن میں مصر، شام، قطیہ، غزہ، رملہ، اور

قدس شریف کے شیوخ ہیں، پھر قاہرہ آگئے، آپ کی ذات جامع کمالات تھی، ۲۸ر ذی الحجہ ۸۵۲ھ کو وصال ہوا۔

(شذرات الذہب، ج ۷، ص ۲۷۰، ۲۷۳، البدر الطالع، ج ۱، ص ۸۷ تا ۹۲، فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۲۳۶ تا ۲۵۰، ہدیۃ العارفین، ج ۱، ک ۱۵۴، بستان المحدثین، ص ۱۲۶ تا ۱۲۹، اتحاف النبلاء، ص ۱۹۳ تا ۱۹۷)

شیخ زین العابدین ابراہیم بن احمد محدّث تنوخی قدس سرہٗ

شیخ ابوالاسحاق زین الدین ابراہیم بن احمد التنوخی البعلی ثم الشامی، ۷۰۹ھ میں پیدا ہوئے، دمشق میں تعلیم وتربیت پائی، علم فقہ مصر میں پڑھا، جن شیوخ سے روایت حدیث کی اجازت ہے ان کی تعداد چار سو ہے، علم حدیث میں بڑا کمال حاصل تھا، ۸۰۰ھ میں وصال ہوا۔ (الدرر الکامنہ، ج ۱، ص ۱۱، فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۱۵۷)

شیخ ابوالعباس احمد بن ابی طالب محدّث حجار قدس سرہٗ

شیخ ابوالعباس شہاب الدین احمد بن ابی طالب حجار الصالحی ۶۲۴ھ سے قبل پیدا ہوئے، ۶۳۰ھ میں دمشق میں محدّث زبیدی سے صحیح بخاری کا سماع کیا اور اپنے عہد کے نامور محدّثین سے حدیثیں سنیں، پھر حدیث کا درس دینا شروع کیا، بہت طویل عمر پائی، ۲۵ر صفر ۷۳۰ھ کو عصر کے وقت وصال ہوا۔

(البدایہ والنہایہ، ج ۱۴، ص ۱۵۰، الدرر الکامنہ، ج ۱، ص ۱۴۳، فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث، ص ۳۱۰، شذرات الذہب، ج ۶، ص ۹۳، فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۲۵۲)

شیخ سراج الدین حسین بن مبارک محدّث زبیدی قدس سرہٗ

شیخ ابوعبداللہ سراج الدین حسین بن مبارک زبیدی بغدادی حنفی ۵۴۶ھ میں پیدا ہوئے، قرآن مجید مختلف قرأت سے پڑھ کر علوم وفنون کی تکمیل کی، اپنے دادا شیخ ابوالوقت سے فقہ وحدیث پڑھی، وزیر ابو المظفر بن ھبیرہ کے مدرسہ میں درس حدیث دیتے

تھے، نہایت نیک اطوار، متواضع اور بااخلاق تھے، ۲۳/صفر ۶۳۱ھ میں وصال فرمایا، جامع منصور بغداد میں دفن ہوئے۔

(الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ، ج۱ص۲۱۶، ذیل تذکرۃ الحفاظ، ازمحمد زاہد کوثری، ص۲۵۹، شذرات الذہب، ج۵، ص۱۴۴، تاج العروس، (مادہ زب د)

شیخ عبدالاوّل بن عیسیٰ السجزی محدّث ہروی قدس سرہٗ

شیخ ابوالوقت عبداللہ بن عیسیٰ السجزی ۴۵۸ھ میں پیدا ہوئے، ہرات میں تعلیم وتربیت پائی، ۵۰۲ھ میں بغداد میں شیخ عبدالرحمن بن محمد بن مظفر داؤدی اور دوسرے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا، علم حدیث میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے، ۶/ذی قعدہ ۵۵۲ھ کو وصال ہوا اور شونیزیہ بغداد میں دفن ہوئے۔

(وفیات الاعیان، ج۱، ص۳۳۱، النجوم الزاہرہ، ج۵، ص۳۲۸، ۳۲۹، شذرات الذہب، ج۴، ص۱۶۶، اتحاف النبلاء، ص۳۰۲)

شیخ عبدالرحمن بن محمد بن مظفر محدّث داؤدی قدس سرہٗ

شیخ ابوالحسن جمال الاسلام عبدالرحمن بن محمد بن مظفر داؤدی، ۳۷۴ھ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم

کے بعد نیشاپور میں فقہ کی تعلیم حاصل کی، ابوعلی دقاق اور ابوعبدالرحمن سلمی سے تصوف کی تحصیل کی، محدّث ابوالحسن بن الصلت سے بغداد میں، ابوعبداللہ الحافظ سے نیشاپور میں اور ابومحمد ابن ابی شریح وغیرہ سے بوشنج میں حدیثوں کا سماع کیا، پھر درس وتدریس میں مشغول ہوگئے، بخاری شریف کا سماع ابومحمد عبداللہ سرخسی سے بچپن میں ۳۸۱ھ میں ہوا، شوال ۴۶۷ھ میں وصال ہوا اور بوشنج میں دفن ہوئے۔

(کتاب المنتظم، ج۸، ص۲۹۶، کتاب العبر، ج۳، ص۲۶۵، طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج۳، ص۲۲۸، ۲۲۹، فوات الوفیات، ج۱، ص۲۶۲، ۲۶۳، شذرات الذیب، ج۳، ص۳۲۷)

شیخ ابومحمد عبداللہ بن احمد محدّث سرخسی قدس سرہٗ

شیخ ابومحمد عبداللہ بن احمد سرخسی، ۲۹۳ھ میں پیدا ہوئے، اپنے زمانے کے اکابر

محدّثین سے حدیث کا سماع کیا، شیخ محمد بن یوسف فربری کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے، راوی صحیح بخاری کے الفاظ سے مشہور تھے، ماہ ذی الحجہ ۳۷۳ھ میں وصال ہوا۔

(کتاب العبر، ج ۳، ص ۱۷، النجوم الزاہرہ، ج ۴، ص ۱۶۱، شذرات الذہب، ج ۳، ص ۱۰۰)

شیخ ابوعبداللہ محمد بن یوسف محدّث فربری قدس سرہٗ

شیخ ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر الفربری الشافعی ۲۳۱ھ میں پیدا ہوئے، علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد اہل علم سے حدیثیں سُنیں، فربر میں علی بن خشرم سے حدیثیں سنیں، امام بخاری سے دومرتبہ صحیح بخاری کا سماع کیا، پہلی مرتبہ اپنے وطن فربر میں ۲۴۸ھ میں اور دوسری مرتبہ مصنف کے وطن بخارا میں ۲۵۲ھ میں، ۳؍شوال ۳۲۰ھ کو وصال ہوا، فربر بخارا سے متصل دریائے جیجوں کے کنارے چھوٹا قصبہ ہے۔ (کتاب العبر، ج ۲، ص ۱۸۲ تاج العروس، (مادہ ف رر) اتحاف النبلاء، ص ۳۸۵ وفات الاعیان، ج ۳، ص ۴۱۷)

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل شافعی محدّث بخاری قدس سرہٗ

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل شافعی بخاری، ۱۳؍شوال ۱۹۴ھ کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم علامہ داخلی سے حاصل کی، سولہ سال کی عمر میں عبداللہ بن مبارک اور امام وکیع کی کتابوں کو یاد

کرلیا تھا، پھر علم حدیث کے لئے مکہ کا سفر کیا، اس کے علاوہ اور بھی دور دراز کے سفر کئے، بے مثال قوت حافظہ کے مالک تھے، سماع حدیث میں اساتذہ کی فہرست طویل ہے، زہدوتقویٰ اور عبادت وریاضت میں بڑا مقام تھا، تقریباً بائیس کتابیں تصنیف کیں، یکم شوال ۲۵۶ھ کو باسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا، عید کے دن ظہر کے بعد دفن ہوئے۔

(بستان المحدثین، تہذیب الاسماء واللغات، وفیات الاعیان، تذکرۃ الحفاظ، طبقات الشافعیہ، البدایہ والنہایہ، مرآۃ الجنان، تہذیب التہذیب، ہدیۃ العارفین، اتحاف النبلاء وغیرہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا زینب کا لہو رنگ لائے گا؟

از سیّد زاہد حسین نعیمی

پنجاب کے شہر قصور میں سفاکی کا شکار ہونے والی بچی زینب کی گمشدگی اتوار 7 جنوری سے لاپتہ تھی، وہ ٹیوشن پڑھنے گھر سے نکلی تھی، لیکن لاپتہ ہوگئی۔ منگل کے دن اُس کی ننھی لاش ایک کچرا کے ڈھیر سے ملی، جس کی اطلاع ایک پولیس اہلکار نے دی تھی۔ سفاکی کے ساتھ قتل ہونے والی زینب کے قتل نے پوری قوم کو غمزدہ ہی نہیں کیا بلکہ جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ زینب جو انسان نما بھیڑیے کا شکار ہوئی، قوم کو یہ پیغام دے گئی ہے کہ ایک وہ دور تھا جب محمد بن قاسم ایک مجبور، بے بس مسلمان خاتون کی فریاد سن کر سندھ کو فتح کرتا ہوا ملتان جا پہنچا تھا، جس نے مسلمان خاتون کی چادر کی حفاظت کے لئے لشکر کشی کر دی تھی اور یوں اس علاقہ کو اسلامی سلطنت کا حصہ بنا دیا تھا۔ زینب کی معصوم آواز پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اُسے درندگی اور سفاکی کے ساتھ زندگی کا چراغ گل کرنے والا اور کوئی نہیں بلکہ اس دور کا نام نہاد مسلمان ہے، یہ راجا دھر کی ریاست نہیں بلکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ریاست ہے۔ یہ وہ اسلامی ریاست ہے جس کی بنیاد محمد بن قاسم کے اُس حملہ کے ساتھ ہی رکھ دی گئی تھی جس کا مقصد مسلمان خاتون کی چادر، عزت وعصمت کی حفاظت تھا۔ حقیقی نظر سے دیکھا جائے تو برصغیر میں دوقومی نظریہ کی بنیاد یہی حملہ تھا جو محمد بن قاسم نے کیا تھا، اور اس کی وجہ بھی ایک مسلمان خاتون کی عزت وعصمت کی حفاظت ہی تھی۔ اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ نظریہ پاکستان، دو قومی نظریہ اور تحریک پاکستان اور قیامِ پاکستان کی بنیاد محمد بن قاسم کا یہی حملہ تھا، وہ ریاست پاکستان جسے اسلامی ریاست مدینہ کا عکس ہونا تھا، جس کے لئے یہ تصور تھا کہ اگر نہرے فرہاد کے کنارے ایک کتا بھی پیاسا مر جائے تو اس کا حساب بھی وقت کے حکمران نے دینا تھا۔

ریاست پاکستان وہ ریاست ہے جس کے قیام کے لئے سینکڑوں مسلمان خواتین نے جہاں اپنے پیارے قربان کیے، وہاں اُن کی عزتیں اور عصمتیں بھی ہندوؤں اور سکھوں کے ہاتھوں تار تار ہوئیں۔ لیکن اس کے باوجود اُن کو اس بات پر فخر تھا کہ ایک اسلامی ریاست وجود میں آچکی ہے، جہاں لوگوں کی عزتیں اور عصمتیں محفوظ ہوں گی، لیکن کیا ہوا، بالکل اس کے

برعکس ہوا۔ قصور کا یہ واقعہ کوئی ایک واقعہ نہیں ہے۔ آج ٹیلیویژن چینلوں پر مباحثے ہورہے ہیں، اخباری رپورٹوں کو ایک نئی خبر مل گئی ہے، مختلف پروگرام ہورہے ہیں، کالم لکھے جارہے ہیں، عہد کیا جاتا ہے کہ نصاب تعلیم میں ایسے افعال پر شعور و آگہی کو شامل کیا جائیگا۔ قانون سازی ہوگئی اور جرم کے مرتکب افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ کچھ عرصہ یہ سلسلہ میڈیا میں جاری رہے گا، سیاست دان بیان بازی دیتے رہیں گے، متاثرہ بچی کے گھر جا کر تعزیت کا سلسلہ جاری رہے گا، فوٹو سیشن ہوگا اور پھر قصہ تمام ہوجائے گا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسی قصور میں گزشتہ کچھ عرصہ سے پے در پے ایسی کئی بچیاں درندوں کا شکار ہوئیں، نور فاطمہ، فوزیہ، ثناء، ایمان، عائشہ، کائنات سمیت کوئی گیارہ بچیوں کے ساتھ شیطانی کھیل کھیلا گیا اور ان کو موت کی آغوش میں دھکیل دیا گیا۔ اسے ہی پروگرام ہوئے، فوٹو سیشن ہوئے، مباحثے ہوئے، مذاکرے ہوئے ایسے ہی عہد و پیمان کیے گئے، لیکن عمل کچھ بھی نہ ہوا۔ قانون موجود ہے، اُسے مزید موثر بنایا جاتا اور مذکورہ متاثرہ بچیوں کے مجرموں کو پکڑا جاتا، ان کو قانون کے مطابق سزا ملتی تو کیا زینب آج درندوں کا شکار ہوتی؟ اسلام میں سزاؤں کا تصور تو اسی وجہ سے ہے کہ معاشرے کو بدی پھیلانے والوں سے پاک کیا جائے اور ایک صالحہ معاشرہ کی تشکیل ہو، لیکن جہاں قانون کے محافظ خود مجرم ہوں، جہاں قانون نافذ کرنے والے خود قانون کی دھجیاں اُڑائیں، جہاں بااثر افراد کے لئے قانون حرکت میں نہ آئے اور غریب و غرباء اسی قانون کے شکنجے میں جھکڑ دیئے جائیں، تو وہاں زینب جیسی بچیاں درندوں کا شکار ہوتی رہیں گی۔ اس سفاکانہ قبیح فعل کے بعد بھی یہ سلسلہ رکا نہیں، 15 جنوری کے اخبارات میں یہ خبر بھی ہے ''وہاڑی خاتون سے زیادتی، مردان لاپتہ بچی کی لاش برآمد، 4 سالہ عاصمہ ہفتے کو لاپتہ ہوئی تھی لاہور میں 3 بچوں سے بدفعلی کی کوشش، لاہور اور کامونکی سے 2 بچے اغواء کر لئے گئے، 2 بچوں کو پولیس سے بازیاب کرالیا۔ ایک اور خبر ملاحظہ کریں ''نوعمر لڑکوں کو بلیو فلمیں بنا کر بھتہ وصولی کا انکشاف، فیس بک دوستی سبب، منڈی بہاؤالدین کا زاہد گوندل اور دیگر زبردستی ویڈیو بناتے رہے، والدین بدنامی کے خوف سے خاموش رہے، انصاف دیا جائے، متاثرین''۔ یہ دو خبریں وہ ہیں جو زینب کے واقعہ کے بعد کی ہیں۔ لیکن ضروری نہیں کہ یہ دو خبریں ہی ہوں، اگر دیگر اخبارات کا جائزہ لیا جائے تو ممکن ہے

یہ خبریں کئی زیادہ ہوں۔ان واقعات کا تدارک کیسے ممکن ہے؟ نہ تو حکومت کے پاس کوئی منصوبہ بندی ہے اور نہ ہی قانون نافذ کرنے والے ادارے اس معاملہ میں سنجیدہ ہیں۔اس لئے کہ قصور میں ایسے گیارہ واقعات پہلے ہو چکے ہیں، جن کا سنجیدگی سے کوئی نوٹس نہ لیا گیا، نہ ہی مجرم پکڑے گئے اور نہ ہی متاثرین کو انصاف ملا۔زینب کیس میں 200 افراد کا DNA ٹیسٹ ہوا، جس میں ایک ہی شخص 8 کیسز میں ملوث پایا گیا، جبکہ 3 مختلف افراد دیگر واقعات میں ملوث پائے گئے ہیں۔اس DNA کے بعد بھی کیا اقدام کیا گیا ہے؟ چیف جسٹس سپریم کورٹ نے ازخود نوٹس لیتے ہوئے 36 گھنٹے کا وقت دیا تھا کہ مجرم کو پکڑا جائے، لیکن 36 گھنٹے کی ڈیڈ لائن 15 جنوری کو پوری ہو چکی ہے، لیکن زینب قتل کیس کا مجرم نہیں پکڑا گیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مجرم کی اطلاع دینے والے کو ایک کروڑ نقد انعام دینے کا اعلان کیا ہے اور یہ بھی کہا کہ مجرم کو پکڑنے کا ٹائم فریم نہیں دے سکتا۔اگر ایسے انعامات مقرر کرنے سے مجرم پکڑے جاتے تو پھر دہشت گردی میں ملوث سینکڑوں دہشت گرد انعام مقرر کرنے کے باوجود کیوں پکڑے نہیں گئے؟ یہ صرف بہانہ بازی وقت گزاری ہے۔ورنہ اگر بھارت میں رات کو چلتی بس پر ایک لڑکی سے ریپ کیا جاتا ہے اور پوری قوم یک زبان ہو کر اُس کی گرفتاری کا مطالبہ کرتی ہے تو چند دنوں کے اندر مجرم پکڑا جاتا ہے۔اس کے خلاف مقدمہ چلتا ہے اور وہ سزا سے ہمکنار ہوتا ہے۔تو پھر پاکستان میں کیوں نہیں؟ اربوں کا بجٹ جو پولیس اور سیکورٹی فورسز پر خرچ ہوتے ہیں، کیا ان کا کام صرف VIP اور حکمرانوں کو پروٹوکول دینا اور ان کی کوٹھیوں پر پہرے دینا ہے یا لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کرنا بھی ہے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب نے پولیس کے ہاتھوں قصور میں احتجاج کرنے والوں پر فائرنگ سے ہلاک ہونے والے دو افراد کو 30،30 لاکھ دینے کا اعلان کیا ہے، لیکن پولیس سے کون پوچھے گا کہ لوگوں کی بچیوں کی عزتیں اور عصمتیں تار تار ہوں تو وہ احتجاج بھی نہ کریں تو کیا کریں اور کیا احتجاج کا جواب گولی ہے۔پورے ملک میں اس سفاکی کے خلاف جس طرح احتجاج ہوا ہے اور قومی اسمبلی میں بھی یہ زیر بحث رہا ہے، اگر اس سے قوم جاگ گئی ہے تو یقیناً یہ خوش آئند ہے۔کہا جا سکتا ہے کہ زینب کا قتل ہونا ضرور رنگ لائے گا اور اگر صرف زبانی جمع خرچ ہے تو یہ بہت افسوس ناک ہے، اس کا بہر حال حساب دینا ہوگا۔یہاں نہیں تو اُس دنیا میں جہاں خدا کی گرفت سے کوئی نہیں بچ سکتا۔

قابلِ مطالعہ کتابیں

مسلم کتابوی
داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور
042-37225605
Email:muslimkitabevi@gmail.com